رسالۃ الغوث الاعظم
السیدی رضی اللہ عنہ

غوث صمدانی محبوب سبحانی
سیّد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ

جواہر العشاق

حضرت خواجہ بندہ نواز
سیّد محمد حسینی گیسودراز علیہ الرحمۃ

156

Marfat.com

Marfat.com

غوث صمدانی محبوب سبحانی

سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

رسالہ غوث الاعظم

معہ شرح موسومہ بہ

جواہر العشاق

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہٗ

ترجمہ

مولوی احمد حسین خان

Marfat.com

ناشر : الکتاب گنج بخش روڈ لاہور

طابع : بختیار پرنٹرز، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

سالِ اشاعت : ۱۹۷۸ء ۱۳۹۸ھ

تعداد : ۵۰۰

قیمت : -/۱۸

ادارت و اہتمام
محمد سلیم اسماعیل چشتی

Marfat.com

سخنِ مدیر

غوثِ صمدانی قطبِ ربّانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی ذاتِ والاصفات فیوض و برکات کا وُہ سرچشمہ تھا جس سے تشنگانِ شوق آج تک سیراب ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ حضرت کی گراں پایہ تصانیف میں آپ کے ایک رسالہ کو، جو بالعموم "رسالۂ غوث الاعظم" کے نام سے معروف ہے، خاص مقام حاصل ہے۔ دیکھنے کو یہ مختصر سا کتابچہ ہے لیکن اپنے اندر ایک جہانِ معنیٰ سمیٹے ہوئے ہے۔ جس حقیقت کے لئے دفتر کے دفتر ناکافی ہوں، اُس کو ایک نکتے میں بیان کر دینا اولیائے کرام ہی کا حق ہے۔

یہ رسالہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں یا مقالات پر مشتمل ہے جن کی تعداد ۶۵ ہے۔ یہ دراصل وُہ الہامات ہیں جو وقتاً فوقتاً حضرت غوث الاعظمؓ کے قلبِ اطہر پر وارد ہوتے تھے۔ رسالے کا اندازِ بیاں مخاطبت کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خطاب ہوتا ہے، حضرت اُس کو "قال لی" (یعنی مجھ سے فرمایا کہ ....) کہہ کر بیان کر دیتے ہیں۔ اکثر و بیشتر خطاب باری جلّ شانہٗ کی طرف سے ہے لیکن کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ غوث الاعظم سوال کرتے ہیں اور اُدھر سے جواب عنایت ہوتا ہے۔ اس سے مکالمہ کا لطف پیدا ہو گیا ہے۔

"رسالہ" کا اسلوب غوث پاکؒ کی دیگر تصانیف سے بالکل الگ اور منفرد ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس اسلوب کو سوچ بچار کے بعد، موزوں پیرایۂ اظہار کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عام مصنفین کا قاعدہ ہے۔ حضرتؒ کے بارے میں ایسا خیال کرنا سُوءِ ادب ہوگا۔ اس کے برعکس پورا رسالہ ایک پُر اثر اور دلآویز بیساختگی کا مظہر ہے جو

Marfat.com

واردات قلبی یا الہام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اِن کیفیات کی صداقت سخن طرازی اور عبارت آرائی سے بے نیاز ہوتی ہے بالکل ایسے ہی جیسے حسین و جمیل چہروں کو مشاطگی کی حاجت نہیں ہُوا کرتی۔

اکابرِ طریقت نے ہمیشہ اس رسالے کو بنگاہِ قدر و منزلت دیکھا ہے اور ہر زمانے میں اہلِ سُلوک اپنی اپنی استعداد کے مُطابق اس سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں اس سے اقتباس کیا ہے۔ برِ صغیر میں خواجہ حمیدُ الدّین ناگوریؒ نے لوامع اور طوالع میں، علامہ رکن الدّین عماد کاشانیؒ نے شمائل الاتقیاء میں، حضرت سراج محمّد گجراتیؒ نے اورادِ قادریہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنے مکتوبات میں اس رسالے کا ذکر کیا ہے یا اس میں سے حوالے دیے ہیں۔ عربی اور فارسی میں اس کی بہت سی شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ اِن میں سب سے عمدہ اور مقدم حضرت خواجہ بندہ نواز محمد حُسینی گیسُو دراز قدس سرہٗ کی تصنیف فرمُودہ شرح ہے جسے آپ نے "جواہر العُشّاق" کے معنی خیز نام سے موسُوم فرمایا ہے۔ اس شرح کی لطافت کے بارے میں کچھ کہنا سُورج کو چراغ دکھانے کے مُترادف ہے۔ غوث الاعظمؒ کے الہامات کی شرح کا حق حضرت گیسُو درازؒ ہی کو تھا۔ سلوک و عرفان کا کونسا گوشہ ہے جس پر آپ نے روشنی نہیں ڈالی۔ اثنائے شرح مختلف مقامات پر حضرت شارحؒ نے اپنے مکاشفات کا ذکر بھی کیا ہے۔ غرضیکہ رسالہ اور اُس کی شرح کا یہ ایک ایسا حسین اور نادر امتزاج ہے جس کی بہت کم نظیر ملتی ہے۔

مولوی حافظ عطا حسین۔ ایم۔ اے مرحوم نے یہ شرح ۱۳۶۲ھ میں کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف (حیدر آباد، دکن) سے شائع کی تھی۔ مولوی صاحب حکومت حیدر آباد میں ناظم تعمیرات کے عہدے پر کام کر چکے تھے۔ حضرت گیسو درازؒ کی تصانیف کی اشاعت کے سلسلے میں انھوں نے بڑا گرانقدر کام کیا ہے۔ حضرت کی بہت سی کتابیں مرورِ ایّام کیساتھ ناپید ہو چکی تھیں۔ مرحُوم کی انتھک کوششوں سے اربابِ ذوق کو پھر ان کی صُورت دیکھنا

Marfat.com

نصیب ہوا ہے۔ مرحوم نے اس مقصد کے لئے کہاں کہاں کی خاک چھانی، کن کن کتب خانوں کو کھنگالا اور تحقیق و جستجو اور تصحیح و مقابلہ کے سلسلے میں کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں، اِس کا اندازہ اُن مقدموں کو پڑھ کر ہوتا ہے جو انھوں نے اِن کتابوں کے لئے لکھے ہیں۔ مرحوم کی محنتِ شاقّہ کی داد نہ دینا سخت ناسپاسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے اور اُن کو احسن الجزا سے نوازے۔ آمین۔

اِس شرح کو مولوی احمد حسین خان صاحب نے اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ آپ گلبرگہ کالج کے وائس پرنسپل تھے۔ یہ ترجمہ ۱۳۷۲ھ میں کتب خانہ روضتین سے شائع ہُوا تھا۔ ترجمہ بہت عُمدہ ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ حضرت گیسودرازؒ نے جہاں جہاں عربی یا فارسی کے اشعار درج کئے ہیں اُن کا منظوم ترجمہ دیا گیا ہے۔ اِس سے عبارت میں ایک لُطف پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر مقالے کے لئے الگ الگ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ اِس سے فہمِ مطالب میں بڑی سہولت رہے گی۔

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله لا محمود الا الله حمد نفسه بنفسه

والصلاة على خير البرية

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباء حرف الاتصال والتضمن ابتداء الموجودات

باللہ والحادثات من اللہ ط

(ب حرف اتصال وتضمن ہے۔ موجودات کی ابتدا اللہ سے ہے۔

اور اُس کا حدث یا فنا ہوجانا بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ ایک رات صبح ہونے تک تھا۔ بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی شرح وتفصیل فرماتے رہے۔

فرایت نفسی عندہ کالجرۃ عند البحر العظیم

(اُن کے آگے میں نے خود کو ایسا پایا جیسے بڑے سمندر کے آگے سبوتہ)

اگر بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی جلالت عرش پر آجاتے یا آسمانوں یا زمینوں پر تو یہ سب حال وکیفیت سے (یعنی اسی وقت) پگھل جائیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:

لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا

من خشیۃ اللہ

(اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اُتارتے تو تم دیکھ لیتے کہ یہ اللہ کی خشیت وہیبت

Marfat.com

سے کانپ اُٹھتے")۔

خواجہ شبلی علیہ الرحمہ سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ :

انا نقطۃ باء بسم اللہ ط۔

(میں بسم اللہ کی ب کا نقطہ ہوں)

خواجہ بایزیدؒ سے کسی نے دریافت کیا بایزید کون ہے؟ جواب میں ایک کاغذ پر لکھ دیا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور پوچھنے والے کے ہاتھ میں کاغذ دے کر فرمایا کہ 'بایزید' یہ ہے۔ اب سمجھ لو کہ بایزید و شبلی علیہم الرحمہ' اللہ کے اولیاء و دوست ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ :

الولی ھو الفانی فی اللہ و الباقی باللہ و الظاھر باسماء اللہ و بصفاتہ

(اللہ کے دوست اللہ میں فانی، اللہ کے ساتھ باقی، اللہ کے ناموں کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں)۔

یعنی اولیاء اللہ کا ظاہر، اللہ کے ناموں کے ساتھ اور ان کا باطن، اللہ کے صفات کے ساتھ ہوتا ہے۔ شکر ہے رب العلمین کا کہ اُس نے اپنے دوستوں (اولیاً) کو اس طرح ظاہر کیا کہ سوائے خود کے ان کو کوئی نہیں پہچانتا خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی شان میں فرمایا کہ :

اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری

(میرے اولیاء و دوست' میرے قبا کے نیچے ہیں ان کو بجز میرے اور کوئی نہیں پہچانتا)۔

معلوم ہو کہ :

اللہ مصدر الموجودات۔ اللہ عبارۃ عن الھویۃ الرحمن

Marfat.com

الرحیم اللہ بالتولی الرحمن بالتسلی الرحیم بالتجلی اللہ بالتذلل الرحمن بالتشکل الرحیم بالتمثل اللہ بالتقرب الرحمن بالوحدۃ الرحیم بالاتصال

(اللہ مصدر موجودات ہے۔ اللہ سے مُراد اس کی 'ہویت' ہے۔ الرحمن الرحیم - اللہ محبت اور دوستی والا ہے ۔ رحمٰن مہربان وتسلی دینے والا ۔ رحیم۔ رحم کرنے اور تجلی دینے والا ہے ۔ اللہ محبت و ناز کے ساتھ، رحمٰن تشکل و صورت آفرینی کے ساتھ، اور رحیم تمثل و عکس سازی کے ساتھ ہے اللہ تقرب کے ساتھ، رحمٰن وحدت کے ساتھ اور رحیم اتصال کے ساتھ ہے)۔

محمد حسینی یوں کہتا ہے کہ یہ دونوں کلمے مُبالغہ کے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں

حمد باری تعالیٰ

الحمد للہ لا محمود الا اللہ۔ حمد نفسہ بنفسہ

(تعریف صرف خدا کے لئے ہے ۔ سوائے خُدا کے کوئی تعریف کئے جانے والا نہیں ہے۔ اس نے خود ہی اپنی تعریف آپ کی ہے)۔

خداوند تعالیٰ نے جس طرح اپنی ذات کی تعریف خود کی ہے یا کرتا ہے ایسی تعریف کوئی نہیں کرسکتا۔

لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك

(مَیں کچھ بھی تیری تعریف نہیں کر سکتا تُو ایسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے)۔

تعریف کیا ہے۔ تعریف کرنے والا کون ہے۔ اور تعریف کئے جانے والے کے کیا معنی ہیں؟ جس نے جانا جانا۔ شریعت والے کہتے ہیں کہ

الحمد هو الوصف بالجميل على جهة التفضيل،

(حمد۔ فضیلت و برتری کے لحاظ سے خُوبی کا بیان کرنا ہے)۔

لیکن طریقت کے راستے چلنے والے، ربوبیت کے راہرو اور زاویہ وحدت کے گوشہ نشین کے نزدیک حمد تین قسم کی ہے۔ پہلی قول والی، دوسری فعل والی اور تیسری حال وکیفیت والی۔ حمد قولی زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہیں جس طرح کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

كما قال عليه الصلاة والسلام امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله

(جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں کہ وہ 'لا الٰہ الا اللہ' کہہ دیں)۔

اس کو سالکانِ معرفت جمہور کی قولی حمد اور تقلیدی حمد کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ شریعت، طریقت اور معرفت کی اُٹھان ایک ہی بُنیاد پر ہے جو اسلام ہے۔ شریعت طریقت و حقیقت میں بھی یہی کلمہ 'لا الٰہ الا اللہ' کہتے ہیں۔ کلمہ کے کہنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ کلمہ کی نفی و اثبات میں اختلاف کیا جاتا ہے۔ دوسری حمد فعلی ہے۔ اِس حمد کا تعلق بدن کے اعمال سے ہے یعنی عبادات و خیرات وغیرہ جو خاص خُدا کی خوشنودی اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے ہو۔

حمد حالی خُدا کے حکم اور علمی و عملی کمالات سے مُتصف ہوتی ہے۔ حمد قولی زبان کا اقرار

Marfat.com

ہے۔ حمد فعلی دل سے تعریف کرنا اور حمد حالی رُوح کی تعریف سے ہوتی ہے۔ جو ان تینوں کو جانتے ہیں وہ تمام تعریفوں اور صفات کے ساتھ حمد کرتے ہیں۔ جو حمد کہ محققین کرتے ہیں وہ یہی (حمد و تعریف) ہے اور اہلِ تحقیق اگر حمد کرتے ہیں تو ان کی حمد بھی یہی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ حمد روح سے تعلق رکھتی ہے تو شکر کا تعلق زُبان سے ہے۔ حمد اپنی استعداد میں کمال کے لئے کی جاتی ہے۔ اور یہ حمد صرف ذاتِ احدیت کی کی جاتی ہے اور شکر نعمتوں میں زیادتی کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لئن شکرتم لازیدنکم

(اگر تم شکر کرو گے تو مَیں تمہارے لئے (نعمتوں میں) زیادتی کروں گا)۔

کاشف الغمۃ یعنی تعریف صرف اس خدا کے لئے ہے جو غم کو اور غموں کو کھولتا یا دور کرتا ہے۔ 'غم' حُزن کو کہتے ہیں۔ حزن سے مراد چھوٹا عشق نہیں بلکہ اوسط عشق ہے اوسط عشق یہ ہے کہ وہ خود اپنے ہی پر عاشق ہو۔ پس وہ اپنے غم کو کھولنے یا دور کرنے والا ہے۔ اب سمجھو کہ جب خدائے تعالیٰ پوشیدہ خزانہ تھا اور حجرۂ بالقوۃ میں تھا تو اُس کی ذات میں 'محبت' پیدا ہوئی کہ مَیں علیم یا جاننے والا ہوں۔ خبیر یا بُوجھنے والا بھی ہو جاؤں۔ جاننے والا تھا، چاہا کہ بوجھنے والا بھی ہو جائے، تو چیزوں کو وجود میں لا کر چیزوں کو بوجھنے والا ہو گیا۔ داؤد علیہ السلام نے خُدا سے پوچھا کہ

لماذا خلقت الخلق؟ فقال اللہ تعالیٰ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف

(اے رب تُو نے خلق کو کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ مَیں پوشیدہ خزانہ تھا، مَیں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، پس خلق کو پیدا کیا تا کہ مَیں پہچانا جاؤں)۔

یعنی ایک غم تھا اسی غم کو خلق کی تخلیق سے ظاہر کیا۔ داؤد علیہ السلام نے پُوچھا کہ

Marfat.com

اے پروردگار خلق کو کس مصلحت اور کس بھید کے لئے ظاہر کیا۔ فرمایا کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اور خود کو خود سے پہچانوں۔ خود کو 'خزانہ' کہتا ہے۔ یعنی میں کتنی صفات اور کئی اعتبارات کی ایک ذات ہوں۔ جمال میں رکھتا ہوں۔ جلال میں رکھتا ہوں۔ قہر مجھ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مہربانی مجھ سے رُونما ہوتی ہے قدرت مجھ ہی کو، علم مجھ ہی کو سمع مجھ ہی کو۔ بصر مجھ ہی کو۔ بڑھانے والا میں ہوں بلند کرنے والا میں ہوں نیکی، بدی۔ رنج و خوشی اور تمام لامتناہی صفات کو قائم کئے ہوئے ہوں۔ اس اعتبار سے میں نے اپنا نام 'خزانہ' رکھا ہے۔ یہ صفات مجھ میں بالقوۃ موجُود تھیں۔ میں نے چاہا کہ حجرۂ قوت سے فعل کے میدان میں آجاؤں۔ جس طرح کہ کوئی محب اپنے محبوب کو چاہتا ہے۔ اس مصلحت اور اس بھید کی بنا پر میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اپنے غم کو خود ظاہر کیا اور خود اپنے آپ پر کھول دیا۔ یعنی سُورج اور چاند کو پیدا کیا۔ زہرہ، مشتری، عطارد اور زحل و مریخ کو پیدا کیا۔ اور اسی طرح دیگر بقیہ چیزوں کو بھی پیدا کیا۔ جیسے پہاڑ، درخت، چوپائے، گھوڑا، گائے، بکری، ہاتھی، شیر، چیونٹی، سانپ، بچھو علیٰ ہذا القیاس تمام موجودات کو پیدا کیا۔ پس کاشف الغمہ ہوا یا نہیں ؟

میں نے محبوب کو ظاہر کر کے اپنا غم کھول دیا۔ (یعنی دُور کر دیا اور اس کی حقیقت ظاہر کر دی) اس کا محبوب کاشف الغمہ یعنی عاشقوں کے رنج کو دور کرنے والا ہے۔ دوست ہی جانتا ہے کہ عاشق کو کیا رنج ہے اور کس چیز کا اشتیاق ہوتا ہے۔ جیسے کہ حکایتِ خدا و محمدی انا انت وانت انا (یعنی میں تُو ہوں اور تو میں ہوں) اسی غم و اشتیاق کی آئینہ دار ہے۔ پس عاشق ہی یہ جانتا ہے کہ یقیناً میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ پھر اس کا 'عین' کس طرح بن جاؤں۔ بات کیا ہے ؟ اس معاملہ میں رنج اور رونا بہت ہے۔ اسی لئے تو مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم

الحزن والبکاء

(حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حزن وگریہ میں رہتے تھے)۔
مگر اے دوست

اذا جاء نصر اللہ والفتح

(جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے)

تو سارا غم دور ہو جاتا یا کھل جاتا ہے۔ اس غم کا کاشف الغمہ (کھولنے یا دور کرنے والا) وہی ہے۔ جب اس نے حزن وغم کو کھول دیا تو فرمایا کہ

انا فتحنا لک فتحا مبینا

(ہم نے تمہارے لئے کھلی ہوئی فتح لکھ دی)

اے دوست جب تو ستر ہزار اچھے اور بُرے خصائل سے باہر نکل پڑے۔ اور جب اُجالے اندھیرے کے ستر خدائی پردوں سے بالاتر ہو جائے اور جب تجھ میں خُلقِ خداوندی پیدا ہو جائے تو اس کیفیت میں تجھ سے عبُودیت (بندہ پن) دور ہو جائے گا تو یکون عیش کعیش اللہ (عیش خداوندی کی طرح) عیش میں سکون پائے گا۔ اس حال و کیفیت میں تیرا فقر پورا ہو جائے گا۔ پھر تو اسی خدا کو جلوہ فرما پائے گا اور سقھم ربھم ----- کی شراب پیئے گا اس وقت تو جانے گا۔ فی مقعد صدق کہ (تو سچائی کی بیٹھک میں ہے) عند ملیک مقتدر کے تخت پر ہے۔ یعنی کامل اقتدار رکھنے والے مالک کے پاس کھیعص کے خلوت خانہ میں ہے۔ اور جس نے کہ میرے غم کو کھول دیا وہ باغِ وصل میں تجھ سے متحد یا ایک ہو جائے گا۔ شکر کر۔

الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ط

(اس خدا کا شکر جس نے ہم سے حُزن کو دور کر دیا یعنی بشریت کا حزن)

وہی بشریت جو تیرا وجود تھی وہی جو تیرے اور اس کے درمیان حائل تھا جیسے کہ حکایت ربانی ہے:

Marfat.com

وجودک حجاب بینی بینک

(تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے)۔

اس وقت "تو" تو نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا کیونکہ خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں رہتا۔ اسی معاملہ کے لئے بیچارہ منصور (مغفور و مشہور) روتا تھا کہ

بینی و بینک انی ینا حمنی ارفع بلطفک انی من المبین

خودی حائل ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیاں سے

حاشا لک احاشای من اثبات اثنین

خدا محفوظ رکھے اس دوئی سے۔

اے دوست تیرا غم جو کہ جسمانی ڈھانچہ میں بند ہے تمثل و تشکل یا عکس سازی و صورت آفرینی کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یالیت رب محمد لم یخلق محمد (کہ کاش محمد کا رب محمد کو نہ پیدا کرتا) یعنی جسمانی ڈھانچہ کے ساتھ آدمی کی شکل میں مجھ کو زمین پر نہ لاتا اور حضور کا تاج کمال تو یہ ہے:

لولاک لما ظھرت الربوبیۃ

(اگر تم نہ ہوتے تو ربوبیت ظاہر نہ ہوتی)

آپ کی شان میں کہا گیا ہے۔ پس عاشق کو یہی غم ہے کہ وہ بشریت اور تشکل سے چھٹکارا چاہتا ہے۔ سلطان العارفین نے انہی معنی میں فرمایا ہے کہ: البشریۃ ضد الربوبیۃ فمن احتجب بالبشریۃ فاتتہ الربوبیۃ (بشریت ضد ہے ربوبیت کی پس جس نے بشریت کا پردہ اوڑھ لیا ربوبیت اس سے رخصت ہوگئی)۔ اس غم کا کاشف الغمہ یا غم دور کرنے والا وہی عشق 'من عرف' ہے (یعنی جس نے خود پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)۔

Marfat.com

نعتِ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

والصلاۃ علی خیر البریۃ

خدائے تعالیٰ کا شوق واشتیاق ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جو اس کے محبوب ہیں۔ ایسے محبوب کہ ان کے اوصاف سب سے اچھے ہیں یہ جو کہا گیا : فخلقت الخلق لاعرف (میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں) اس کی وجہ یہ ہے فظہرت المحمد لاعرف (پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ظاہر کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں) اپنے جمال و کمال کو اپنے خود سے نہیں دیکھا جا سکتا اس کے ظہور کے لئے آئینہ کی ضرورت ہے۔ افضل واکرم اور اشرف آئینہ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ خدا نے ہر شخص کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ظاہر کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے لئے ظاہر کیا اسی لیے کہا گیا (اشتیاق وصلوات ہو اس کے نبی پر) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی

(اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ و درود بھیجتے ہیں)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ میں اس کو دیکھتے ہیں۔ پس مومنین کی نیک رہبری کے لئے فرمایا ہے۔

صلوا علیہ ای انظروا الی محمد حتی ترونی کما قال علیہ السلام

من رانی فقد رای الحق

(کہ تم بھی اُن پر درود وصلوٰۃ بھیجو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو تاکہ مجھے دیکھ سکو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا۔

اور لی مع اللہ وقت (یعنی میں ایک وقت خدا کے ساتھ ہوا کرتا ہوں) یہ پتہ دے رہا ہے

Marfat.com

کہ میں اس کا معشوق ہوں وہ مجھے ہر ایک سے الگ اور پوشیدہ رکھتا ہے۔ جبھی تو حضرت جنید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہر کوئی خدا کو جانتا ہے۔ گو نہیں پہچانتا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو کوئی جانتا ہے نہ پہچانتا ہے۔ اے میرے عزیز من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا) اس سے نسبت اس لیے رکھی گئی کہ ہمیشہ نہ خود کو جانے اور نہ پہچانے ؎

نہ جاں را خود خبر از جاں کہ جاں چیست　　نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

نہ من کی کچھ خبر من کو کہ من کیا ہے　　نہ تن کی کچھ خبر تن کو کہ تن کیا ہے۔

خیر البریہ (مخلوق میں سب سے بہتر) اس لئے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے علم اولین و آخرین دیا یعنی تمام جسموں اور جانوں کا علم دیا۔

Marfat.com

اما بعد، فقال اللہ تعالیٰ:

یا غوث الاعظم المتوحش عن غیر اللہ والمستانس باللہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے غوث اعظم، تم غیر خدا سے متوحش ہو اور اللہ سے مانوس ہو۔

Marfat.com

Marfat.com

اللہ سے اُنس غیر اللہ سے وحشت

یعنی اے فریاد سننے والے بزرگ اور غوث جو غیر خدا سے احتراز کرنے والا اور خدا سے اُنس کرنے والا ہے۔ یہ سوال کہ غیر کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو کوئی نام خدا کے ماسوا ہو وہ اُس کا غیر ہے وہ اگرچہ اس خدا کی وجہ سے ہے مگر خدا تو نہیں ہے ؎

بوالعجب کارے دلبس نادرہ است　　　　عین چو عین آں بود آں کے شود

عجیب کام ہے یہ اور راہ نادر ہے　　　　اگر یہ عین ہے اُس کا تو وہ سمجھ کیا ہے

اگر تم عشقِ حقیقی نہیں جانتے تو کچھ دیر کے لئے عاشق مجازی ہو جاؤ۔ اس وقت جانوگے کہ 'غیر محبوب' سے عاشق کو تسکین نہیں ہوتی جیسے کہ مجنوں سکوں نہ رکھتا تھا ؎

نہ خواہم زیستن بے تو تن بیجاں چہ کار آید　　　　محال است اینکہ بے لیلیٰ دمے مجنوں بیاساید

تیرے بغیر زندگی، جان بغیر جسم ہے　　　　لیلیٰ بغیر قیس کو، دل کا سکوں محال ہے

احول مت بن (جو ایک کو دو دیکھتا ہے) سنو کہ تمام نام بجز مسمیٰ کے کوئی چیز نہیں اگرچہ ہم نے ایک چیز کے یہ تمام نام رکھے ہیں۔ یہ بھی کہو کہ لیس فی الدارین الا ربی وان الموجودات کلھا معدومة الا وجودہ (تبارک وتعالیٰ) جانو کہ وجود میں سوائے خدا کے کچھ اور نہیں اور دارین میں غیرِ خدا کے کچھ نہیں ہے' ایک کے اندر ایک وہی ایک ہے۔ اپنے گوشِ جان سے سنو کہ کلامك خارج من دائرۃ اھل الذوق (اہلِ ذوق کے دائرہ سے تیری بات کچھ الگ ہی ہے) اب اس دائرہ سے نکل پڑ اور موجودات کے وجود سے بھی نکل پڑ۔ ستر ہزار خدائی پردوں سے بھی نکل پڑ۔ اس وقت تو جانے گا کہ غیر کون ہے اور غیریت کیا ہے۔ بھٹکے ہوئے تو سمجھتے ہیں کہ تیرا وجود غیر ہے اور آپ میں

Marfat.com

رہنا غیریت ہے ؎

تا جاں نہ دہی بکافری نتواں رفت
جاں کسی کافر کو توجب تک نہ دے   یاد رکھنا یہ نکل سکتی نہیں

جب تک تو آپے میں رہے گا تو سب کو ایک سے زائد یا کئی سمجھتا رہے گا اور جب فنا ہو جائے گا تو سب کو ایک پائے گا۔ سالک پر ایک کیفیت ہوتی ہے۔ ستر ہزار صُورتیں اس کو نظر آتی ہیں اور یہ سب سالک ہی کے اوصاف ہوتے ہیں نہ کہ خود ذاتِ سالک۔ اسی طرح غوثِ اعظم صفات اللہ سے متوحش اور لقاء اللہ سے مُستانس ہیں۔ کیونکہ غوث اعظم تمام ناموں اور صفتوں کے ساتھ تخلقوا باخلاق اللہ (اخلاقِ الٰہی پیدا کرو)۔ کے حکم سے متصف تھے ؎

تا کہ باخویشی عدد بینی ہمہ   چوں شوی فانی احد بینی ہمہ
آپ میں جب تک ہے تو پائیگا سب کو با عدد   اور جب ہو جائے فانی پائیگا سب کو احد

اب ان صفات و اسماء سے احتراز کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ، تجلی کے اندر، ایک میں ایک ہونا چاہتے ہیں، تاکہ خدا کے ساتھ اُنس پائیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ "میں اس لئے غمگیں ہوں کہ تیرے ساتھ پوست میں نہیں ہوں یعنی اگرچہ "میں" اس کے پرتو کا عکس عین الیقین و حق الیقین کے ساتھ دکھائی دیتا ہے، پھر بھی اس سے احتراز کیا ہوا ہے کیونکہ غوث کامل تھے، ورنہ ناقصوں کی طرح اس کے پرتو سے بے خود ہو کے 'انا الحق' و 'سبحانی (میں ہی خدائے پاک ہوں) کہہ دیا جاتا۔ ان میں سے ایک کو سُولی پہ لٹکایا گیا، جلایا گیا اور ان کی خاک کو دجلہ میں ڈال دیا گیا۔ دوسرے کو جبکہ پہلے مرتبۂ عالی سے الگ کیا گیا اور بوقتِ موت اس بدمستی سے وہ ہشیار ہوئے تو فرمایا کہ الٰہی

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی ومن مثلی وھل فی الدارین غیری
فانا الیوم کنت کافرا مجوسیا اقطع زناری و اقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Marfat.com

(اے میرے اللہ اگر کسی دن میں نے سُبحانی یعنی مَیں ہوں پاک کہا ہے یا میری شان بڑی ہے کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ نہیں ہے کوئی میرے سوا جہان میں کون ہے تو اُس دن مَیں کافر تھا، مجوسی تھا، اس زنار کو توڑتا ہوں اور کہتا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ نہیں ہے لائق بندگی مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اُس کے رسُول ہیں)۔ غوث رضی اللہ عنہ ان دونوں سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ غوث رضی اللہ عنہ اپنے آئینہ میں اللہ نور السموت والارض (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) کے آفتاب کو دیکھتے ہوئے لانی تقدمت بالعبودیت (البتہ میں پیش قدمی کیا بندگی میں) کا مذہب اختیار کر چکے ہیں جیسا ابُوبکر وراق نور اللہ روحہ نے فرمایا لیس بینی و بینہ فرق الا انی تقدمت بالعبودیت (نہیں ہے کوئی فرق مجھ میں اور اس میں اگر ہے تو یہ کہ مَیں نے پیش قدمی کی بندگی میں)۔

اے دوست اس کے عکس و پرتو کا نام 'غیر' ہوا اور اس میں رہ جانے کا نام 'غیریت' ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہوا۔ سُن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے عکس و پرتو ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آئینہ ہیں کہ جس آئینہ میں اللہ کے سوا کوئی رُونما نہیں ہوتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے آئینہ قابل ہیں یعنی سب سے بہتر آئینہ ہیں۔

فی ھذا الکتاب جواھر العشاق شرح من کلام مالک الاخلاق المتوحش عن غیر اللہ والمستانس باللہ (اس رسالہ جواہر العشاق میں مالکِ اخلاق کے کلام کی شرح اور اللہ کے سوائے سب سے الگ رہنے والے اَور اللہ سے محبت کرنے والے بزرگ) کی نسبت جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کو غور سے سُنو۔ صفت کی صُورت ذات کی صُورت نہیں رکھتی اُس کے اوصاف ان گنت ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں البتہ صحیح یہ ہے کہ جلالیت میں دوست کی کچھ اور شکل ہوتی ہے اور جمالیت میں دوست کا تمثل کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ چُنانچہ ابلیس لعنۃ اللہ نے کہا رایت ربی لیلۃ المرصاد فی اقبح

Marfat.com

صورہ فقرع رجلیہ علی صدری فوجدت حرافی نفسی (دیکھا مَیں نے اللہ کو معراج کی رات نہایت ڈراونی صُورت میں ۔ رکھا اُس نے پاؤں میرے سینہ پر اور پائی میں نے ایک جلن اپنے آپ میں) خُدائے تعالیٰ کی لعنت اس کی غذا ہے ——— تجلی جلال میں عاشق کے لئے کوئی حظ یا نصیبہ نہیں ہوتا۔ حضرت محبوب رب العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم تجلی جمال کی نشانی بتا کر فرماتے ہیں کہ رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورہ فوضع یدیہ علی کتفی فوجدت برد افی قلبی (دیکھا مَیں نے معراج کی رات میں اپنے رب کو نہایت اچھی صُورت میں اور اُس نے رکھا اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مَیں نے پائی اپنے آپ میں ٹھنڈک کی ایک لہر) ۔ اس کی انگلیاں جمال وجلال کے تمثلات بیان کرتی ہیں اس لئے غوث اعظم ان تمثلات و تشکلات سے احتراز کرتے ہیں ۔ کیونکہ انہیں ورائی (پرے سے پرے) سے کام ہے ۔ حق کی قسم ورآوری کیا ہے معلوم ہو جائے گا ۔

Marfat.com

قال:

کل طور بین الناسوت والملکوت فھی شریعة وکل طور بین الملکوت والجبروت فھی طریقة وکل طور بین الجبروت واللاھوت فھی حقیقة۔

فرمایا:

جو طور طریق ناسوت وملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔

جو طور طریق ملکوت وجبروت کے درمیان میں ہے وہ طریقت ہے۔

اور جو طور طریق جبروت ولاہوت کے درمیان میں ہے وہ حقیقت ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

شریعت، طریقت، حقیقت

خدا نے فرمایا کہ جو طور طریق آسمان و زمین کے درمیان ہے اس عالم کا نام ناسوت ہے۔ انہیں کو جانوروں کا عالم، ملک و خلق کا عالم، احساسات کا عالم۔ عالم شہادت و عالم صورت اور عالم ظاہر کہتے ہیں۔ اور ملکوت کو عالم امر و عالم معقول و عالم قلب غیب و عالم معنی اور عالم باطن کہتے ہیں اور جبروت کو عالم رُوح، عالم موجود بالقوۃ اور عالم ممکنات عالم ماہیات و کلیات بلکہ عالم باطن غیب الغیب و معنی المعنی کہتے ہیں۔ اور لاہُوت ایسا عالم ہے کہ عرش اس کی عزت ہے اور کرسی اس کی کبریائی ہے۔ قدر اس کی لوح و قضا اس کا قلم ہے۔ آسمان اس کی عظمت، کیوان اُس کا غصہ اور برجیس اس کی مہربانی ہے۔ بہرام اُس کا جلال۔ اور خورشید اس کا جمال، آگ اُس کا غضب اور پانی اُس کی رحمت اور خاک اس کی حکمت ہے اور جس کی بقا کبھی زائل نہ ہونے والی ہے۔ اہل شریعت ماسوی اللہ یا غیر خدا کو عالم کہتے ہیں۔ یعنی عالم ہر اُس موجود کو کہتے ہیں جو سوا خدا کے ہو لیکن سالکوں کے نزدیک 'غیر خدا' کا وجود ہی نہیں۔

کما قال سر اللہ فی الارض صاحب الفصوص العالم ھو المتجلی بجمیع صفاتہ

(جس طرح کہ زمین کے خدائی رازدار حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صاحب فصوص نے کہا کہ عالم وہ حقیقت ہے جو تمام صفات کے ساتھ روشن ہو)۔

پس ناسُوت سے ملکوت تک وہ عالم ہے جو ظاہر ہے۔ یہی شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یعنی شریعت کے نیک اعمال کرنے سے ناسُوت ملکوت تک یا قالب سے قلب تک پہنچتے ہیں۔ قالب کو قلب کا رنگ حاصل کرنے کے لئے شریعت کی ضرورت ہے۔ آدمی کے قلب یا دل میں خدا نے سات اطوار و طریقے بناتے ہیں۔ پہلے کا صدر یا سینہ نام ہے جو اسلام ہے۔

Marfat.com

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر لگ گیا۔

یہی طور دل کا پوست و غلاف یا شیطانی وسوسوں کا مقام اور (تسویلِ نفس) بموجب آیتِ قرآنی

یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس

(کہ وہ یعنی شیطان خناس لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے جو پوشیدہ جن اور ظاہری لوگ ہیں)۔

خدا کی پناہ اگر گناہوں کی نحوست اور قہرِ الٰہی کے اثر سے نورِ اسلام میں فتور آجائے تو کفر کی تاریکی بڑھ جائے۔ چنانچہ خدا جس کا سینہ کفر پر کھول دے تو یہی مقام تمام برائیوں کا طور ہے۔ دوسرے طور کا نام قلب یا دل ہے جو ایمان کی کان اور حق و سچائی کا خزانہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان

(یعنی یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے)

اسی کی حکایت کر رہا ہے (یہی قلب) نورِ عقل کا گھر ہے بموجب آیۂ شریفہ

فتکون لھم قلوب یعقلون بھا

(ان کے لیے دل ہیں جن سے وہ عقل یا سمجھ حاصل کرتے ہیں)

دل کی بینائی جس کو بصیرت کہتے ہیں وہ اسی جگہ ہے۔ ظاہری دیکھنے کا احساس بصیرت کا پرتو ہے۔ تیسرے طور کا نام شغاف ہے۔ اولاد، رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و شفقت اور اولیاء، انبیاء سے شفقت و ارادت کا یہی مقام ہے جیسا کہ خدا نے کہا قد شغفھا حبا (اس کے دل میں محبت گھس گئی ہے) پیغمبران علیہم السلام اور مشائخ کبار کی محبت مریدوں اور امتیوں کے ساتھ اسی طور پر ہوتی ہے۔ عشقِ مجازی اس طور پر نہیں

Marfat.com

گذرتا اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ

تمہاری دنیا کی تین چیزیں میری محبوب بنائی گئی ہیں. خوشبو، عورت اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

دوسری جگہ فرمایا :

اولادنا اکبادنا

(ہماری اولاد ہماری جگر گوشہ ہے)

چوتھے طور کو فواد یا تہہ دل کہتے ہیں یہ جلال وجمال اور دوسری صفات کے مُشاہدہ یا دیکھنے کا مقام ہے۔

ماکذب الفؤاد ما رأی

جو کچھ اُس نے دیکھا اُس کے تہہ دل نے اسکو نہیں جھٹلایا۔

پانچویں طور کا نام جنت القلب ہے جو خدا کے شوق و ذوق اور اُس کے عشق و محبّت کا مقام ہے اس جگہ کسی دوسرے کی دوستی کو دخل نہیں ہے ۔ چھٹے طور کو سویدا، کہتے ہیں۔ یہ غیبی مکاشفات، علم لدُنی، حروفِ مُقطعات کے معارف کا مقام اور اسرارِ الٰہی وعلمِ اسمار کا خزانہ ہے۔ بمُوجبِ قرآن :

وعلم ادم الاسماء کلھا

(ہم نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے)

ساتویں طور کا نام ' بھجۃ القلب ' ہے ۔ اس جگہ ذاتی صفات کا ظہور اور الوُہیت کے تجلیات ہوتے ہیں۔ نفس و شیطان کو بجز طور صدر کے اور اطوار میں پہنچنے کی مجال نہیں ہے جیساکہ حق تعالیٰ نے فرمایا :

Marfat.com

حفظا من کل شیطان مارد لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ط

(ہر شیطان سرکش سے امان ہے وہ ملاءِ اعلیٰ کی کوئی بات بتکلف بھی نہیں سن سکتے)

بعض کہتے ہیں کہ (نفس، دل، روح، سرِ خفی، وغیب الغیب) ہر طور جو ملکوت سے جبروت تک ہے وہ طریقت ہے یعنی طریقت کے عمل کر کے دل سے رُوح تک پہنچتے ہیں۔ اے دوست اگر رُوح خالص ہو تو دوسری دفعہ پیدا ہو کر وہ رُوح جبروت تک پہنچتی ہے یہ قول سُنا ہو گا کہ :

لن یلج ملکوت السموت من لم یولد مرتین

(ملکوت وسماوات میں کوئی نہیں جا سکتا جبتک وہ دو بار پیدا نہ ہو)۔

اے دوست جو ماں سے پیدا ہوا تو اُس نے اس دنیا کو اور خود کو دیکھا۔ اور جب وہ خود سے پیدا ہو گا تو اُس عالم اور خدائے عزّ وجلّ کو دیکھے گا۔ اس 'ماں' سے حقیقی واصلی 'ماں' مُراد ہے جس کی تعریف میں ہے کہ :

انا من الله والخلق منی

(میں اللہ سے ہوں اور تمام خلق مجھ سے ہے)

تجھ سے مُراد تیری حقیقت ہے جو دکھائی نہیں دیتی، لیکن تجھ سے الگ نہیں ہے۔ وہ تیرے تن میں ہے جو تیری طرح ہے گو تو نہیں ہے۔ وہ روح ہے جو تجھ سے مُلاقات کرے گی۔ جس کا بیان یہ ہے :

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ

(وہ اپنے حکم سے رُوح کو اپنے اُن بندوں پر ڈالتا ہے جن کو چاہتا ہے)۔

وہ روح جب تجھ کو تجھ سے لے لے اور تیری جگہ وہ رُوح لے لے تو تیری ذات آئینہ کی طرح صاف ہو جائے اس وقت تُو خدا کو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کیسا کیسا سُلوک کرتا ہے اور تجھ کو کس نام سے پُکارتا ہے۔ کیا تُو نے نہیں سُنا کہ ایک بزرگ نے اس مقام کا کیا

پتہ دیا ہے

قال ادخلنی ربی جنۃ القدس ویخاطبنی بذاتہ ویکاشفنی بصفاتہ

اُن بزرگ نے یُوں کہا کہ : میرے ربّ نے مجھے جنت القدس میں داخل کیا اور مجھے اپنی ذات سے مُخاطب کیا اور اپنے صفات مجھ پر کشف کئے ۔

اس جگہ تُو خدا میں فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہوگا اور تو خدا کے ناموں اور اُس کے صفات کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ اللہ تجھ کو یہ نعمت دے ۔

جب دل روح تک پہنچ جائے تو وہ ملکوت سے جبروت تک پہنچ گیا ہوگا اور عین الیقین یعنی یقین کی آنکھ سے جبروت کو دیکھے گا۔ جو طور، جبروت و لاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت ہے یعنی حقیقت کا عمل کرنے سے جبروت سے لاہوت کو پہنچتے ہیں ۔ یعنی روح سے سِرّ یا بھید کو پہنچ جاتا ہے ۔ جب یہ سِرّ حاصل ہو جائے تو اُس پر سَر دے دینا چاہیے ؎

سر باز دریں راہ اگر طالب اوے — در کوئے خرابات نہ گنجد سَر و دستار

ہو طلب اس کی تو سر اُس راہ میں دیجئے — کوچہ ساقی میں دستار اور سر کیونکر رہے

اس مقام پر تو اُس کا ہمسر و رازدار ہو جائے گا ۔ یہ چیز وجدانی (پانے کی) ہے کہنے کی نہیں ہے۔ لیکن اے دوست بھید وہی ہے کہ اس موقعہ پر عاشق ، معشوق کی طرح ہو جائے ۔

واشرقت الارض بنور ربھا

زمین اپنے رب کے نُور سے جگمگا جائے گی

والی آیت اسی کی غمازی کرتی ہے کہ تیری ذات کی زمین کو اپنی ذات (رب) کے نُور سے روشن کرتی ہے ۔ اس مقام پر بھی دونوں معشوق ہی ہوتے ہیں نہ کہ عاشق ۔ یہ ناز ہو جاتے ہیں نہ کہ نیاز ۔ ہمہ تن یافت ہوتے ہیں نہ کہ نایافت ۔ من رانی فقد رای اللہ کا ارشاد نبوی

اسی مقام سے صادر ہوا تھا کہ (جس نے مجھے دیکھا گویا اُس نے خدا کو دیکھا) کیونکہ یا نورِ نوری ویا سرِ سری کی خلعت آپ کو یہیں حاصل ہوئی تھی یعنی سُبحانہ نے آپ کو اس طرح مخاطب فرمایا تھا کہ "اے میرے نور کے نور اور اے میرے بھید کے بھید"۔ جب قالب بھید بن گیا تو قلب پوشیدہ و خفی ہو گیا۔ روح غائب ہو گئی یعنی روحِ قُدسی کے درمیان جو پردہ حائل تھا اُٹھ گیا۔ اب جو کچھ غیب عیب میں تھا، ظاہر ہو گیا اس وقت تیرا فقر پُورا ہوا اور اللہ جلوہ نُما ہو گیا۔ مشہور مقولہ ہے الفقر اذا تم ھو اللہ جب فقر کی تکمیل ہو جائے تو وہاں اللہ ہی اللہ ہے اور تصوّف و حلول اس جگہ مل کر ظاہر ہوا۔ لیکن عیاں (قابلِ دید) کو ہرگز بیان نہیں کیا جا سکتا۔ شکر کہنے میں اور دیکھنے میں کچھ اور، اور چکھنے میں تو کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ:

یاغوث الاعظم ما ظہرت فی شیی کظہوری فی الانسان۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے غوث اعظم، میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا انسان میں۔

Marfat.com

Marfat.com

انسان میں خدا کا ظہور

یعنی خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے غوث الاعظم میں نے کسی چیز میں اس طرح ظہور نہیں کیا جیسا خود کو انسان میں ظاہر کیا۔ تمام چیزیں میری ذات کا آئینہ ہیں انسان اس کا بھید ہے۔ میں اگر یہ بھید بیان کروں تو اس سے ایک طرح کا کفر مراد ہو گا جس کو منع کیا گیا ہے۔

کفرت بدین اللہ والکفر واجب　　لدی وعند المسلمین قبیح

دین خدا سے کفر کیا تو کفر ہی مجھ پر لازم ہے　　مسلم زاہد طنز یہ اپنے میرے مقابل آتا ہے

ع : در کفر ہم صادق نہ زنار را رسوا کن

تو کفر میں سچا نہیں زنار کو رسوا نہ کر

فتمثل لھا بشرا سویا ط پھر کھڑے ہوئے بشر سے اس کو تمثل یا صورت پذیری دی۔ انسان کے متعلق یہ ہے کہ ؎

او را نہ بود ظہور بے ما　　ما را نبود وجود بے او

میرے بغیر اس کا کیونکر ظہور ہوتا　　اس کے بغیر میرا کیوں کر وجود ہوتا

سرے کہ دریں صورت زیبا است نہانی　　گر روئے نماید بخدا کنی اقرار

جو بھید کہ اس صورت زیبا میں چھپا ہے　　ہو جائے اگر فاش تو کہہ دے کہ خدا ہے

تا او نہ شوی نشود معلومت　　کاں روز آفریدہ نبودی او بودی

ہو جائے نہ جب تک تو بھی وہی معلوم نہ ہرگز تجھ کو ہوا　　پیدا نہ ہوا تھا جس دم تو بیشک تھا وہی

Marfat.com

Marfat.com

ثم سالت:

یارب هل لك مكان؟

قال لی:

یاغوث الاعظم انا مكون المكان ولیس لی مكان سوی الانسان والانسان سری وانا سر الانسان

پھر میں نے سوال کیا:

اے پروردگار، کیا تیرا کوئی مکان ہے؟

فرمایا:

اے غوث اعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور آدمیوں کے سوا کہیں میرا مکان نہیں ہے۔ آدمی میرا پوشیدہ اور چھپا ہوا بھید ہے اور اس طرح میں انسان کا بھید ہوں۔

Marfat.com

Marfat.com

انسان میں خدا کا مقام

اس کی تعریف یہ ہے کہ مَیں کسی جگہ نہیں ہوں اور ہر جگہ موجود ہوں یعنی میرے لئے جگہ نہیں۔ انسان میرا آئینہ ہے اور مَیں انسان کا آئینہ ہوں : المومن مرأة المومن واللہ ھو المومن۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے (یعنی مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہوتا ہے اور اللہ ہی مومن ہے) اس جگہ بھید یہ ہے کہ

قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن

مومن کا دل خدائے رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہے

ورنہ دل کہاں اور رحمٰن کہاں!

قال المنصور قلب المومن کالمراءة اذا نظر فیھا تجلی ربہ

منصورؒ نے کہا کہ مومن کا دل آئینہ کی مانند ہے۔ جب اس میں دیکھو تو رب جلوہ نما ہوتا ہے۔

اور الانسان سری وانا سر الانسان کے معنی بھی یہی ہیں یعنی انسان میرا بھید اور مَیں انسان کا بھید ہوں۔ عرف من نظر (جس نے دیکھا پہچانا) خوب جانو کہ انسان اُنس سے بنا ہے اور اُنس دو قسم کا بیان کیا گیا ہے :

الانس ھو السکون الی اللہ والاستعاذة فی جمیع الامور والاستیناس مع الناس علامة الافلاس

اُنس اللہ کی جانب سکون اور تمام اُمور میں اس کی پناہ لینا ہے۔ اور

Marfat.com

اور لوگوں سے میل جول افلاس کی علامت ہے۔

جس کو حق تعالٰی موانست اور مجالست عطا فرماتے وہ تمام خلائق اور تمام تعلقات سے احتراز کرتا ہے۔

من استانس بالحق استوحش عن الخلق

خدا سے اُنس کرنے والا خلق سے بیگانہ ہوتا ہے

Marfat.com

ثم سالت:

یارب هل لك اكل وشرب ؟

قال:

اكل الفقیر اكلی وشربه شربی

پھر میں نے پوچھا:

اے رب، کیا تیرے لئے کھانا، پینا ہے۔

فرمایا:

فقیر کا کھانا، میرا کھانا ہے۔ اور اُس کا پینا، میرا پینا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

خدا کا کھانا پینا

یعنی فقیر کا کھانا بھوک ہے اور اس کا پینا تشنگی ہے یعنی وہ بھوکا ہے تو فقیر کے کھانے کا اور پیاسا ہے تو فقیر کے پینے کا۔ پس اس کو اس طرح ہوتا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ الجوع طعام اللہ فی الارض (یعنی بھوک ہی زمین میں اللہ کا کھانا ہے) گوش جان سے سنو کہ خدا کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کو ایک خاص حکومت و اقتدار حاصل ہو۔ اذا قال لکل شیٔ کن فیکون ط (جب وہ کسی چیز کو ہونے کے لئے کہے تو وہ ہو جائے) جو کچھ ایسے فقیر کا کھانا اور پینا ہے وہ سب خدائے عزّ وجل کا ہے۔ یعنی ایسے فقیر کا کھانا سوائے جمالِ خدا دیکھنے کے اور پینا سوائے خدا سے کلام کرنے کے اور کچھ نہیں۔ سشیٔا اللہ کا معنی یہی ہے۔

اللہ جمیل ویحب الجمال کے مطابق (اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے)۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو خود دیکھتا ہے اور اپنے آپ ہی سے کلام کرتا ہے۔ کلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا ——— موسیٰ میں اس نے سوائے اپنی صورت کے کچھ اور نہ دیکھا مگر موسیٰ نہیں جانتے تھے، اس لئے ارنی کہا کہ اے رب مجھے تو دکھائی دے۔ اس درخت کو دیکھو کیا مجال تھی جو اس نے کہا کہ انی انا ربک وانی انا اللہ میں ہی تیرا رب ہوں اور میں ہی اللہ ہوں۔

خود گوید راز و خود میشنود   از ما و شما بہانہ ساختہ اند

سنتا ہے اپنے آپ سے، کہتا ہے خود ہی راز   ما و شما کا اس میں فقط اک بہانہ ہے

اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اس فقیر سے ایسا فقیر مراد ہے۔ الفقیر لا یحتاج الی ربہ و لا الی نفسہ۔ فقیر وہ ہے جس کو اپنے رب سے اور نہ اپنے نفس سے کوئی احتیاج ہے

Marfat.com

دوسرا قول یہ ہے کہ الفقیر یحتاج الی ربہ لا الی نفسہ۔ فقیر وہ ہے جس کو اپنے رب، کی احتیاج ہو نہ کہ اپنے نفس کی تیسرا قول یہ ہے کہ الفقیر یحتاج الی کل شی ولا یحتاج الیہ شی۔ فقیر وہ ہے جس کو ہر چیز کی احتیاج ہے اور کسی شے کو اُس کی احتیاج نہیں۔ اس تیسرے فقیر کا بیان ضروری ہے کہ وہ فقیر کون ہے جو ہر چیز کا محتاج ہے۔ وہ اس لئے محتاج ہے کہ پس پردہ وہ ہر چیز کو دوست کی صورت میں دیکھتا ہے یقیناً وہ ہر چیز کا محتاج ہو گا۔ اور اُس کا کوئی محتاج نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ خود تو نیستی میں نیست ہو کر غوطہ لگا چکا ہے۔ خود وہ اپنا ہی وجود نہیں رکھتا تو کون اس کا محتاج ہو گا اس جگہ فقیر کا یہ مرتبہ ہے کہ بی یسمع وبی یبصروا بی ینطق۔ (مجھ ہی سے سُنتا ہے، مجھ ہی سے دیکھتا اور مجھ ہی سے بولتا ہے) یہ مرتبہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔

حکایۃ عن اللہ تعالیٰ یا فقرائی من امۃ محمد یا مساکینی من امۃ محمد ویا احبائی من امۃ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم

خدائی حکایت ہے کہ اے میرے فقرا جو اُمتِ محمدؐ سے ہیں۔ اے میرے مساکین جو اُمتِ محمدؐ سے۔ اے میرے احبا دوست جو اُمتِ محمدؐ سے ہیں۔

دُنیا میں فقرا کے سوا کوئی ابرار نہیں آخرت میں بھی اُس کا مُقرب فقیر ہی ہے جو ہمیشہ اس کے حضور میں ہے اور زیادتی حضور کی وجہ سے ان کا شوق و اشتیاق درجۂ کمال پر ہوتا ہے اور ان سے بڑھ کر خدا کا شوق ان پر ہوتا ہے جیسے حکایتِ خداوندی ہے:

الا طال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقائھم لاشد شوقا

ہاں ابرار کا شوق میرے لقا کے لیے بہت ہے اور میں ان کی لقا کا شدید شوق رکھتا ہوں۔

Marfat.com

یہ شوق یحبھم و یحبونہ (وہ ان سے محبت کرتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں) سے بالاتر ہے ۔ پھر کہتا ہوں گوش جان سے سنو (منصور حلاج) حسین نے جو کہ زمین پر خدا کا بھید ہے فرمایا ہے تمام بادشاہوں کا بادشاہ جب اپنے آپ کو مستور و مخفی کرنا چاہتا ہے تو تیرہ و تار اندھیری رات میں پھٹے کپڑے پہن کر، پرانی دھجی سر پر باندھ کر، ٹوٹی ہوئی جوتیاں پہن کر، ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر گلیوں میں گھر گھر پھرتا ہے ۔ اور شیئاً للہ کی آواز دے کر ایک ایک دروازہ کھلواتا ہے ۔ ہر حبیب و خلیل اور شریف و ذلیل کے دروازے پر جاتا ہے ۔ کہیں لوگ اس پر مہربانی کرکے روٹی کا ٹکڑا اس کے کاسہ میں ڈال دیتے ہیں اور کہیں عذر کرکے اسے آگے بڑھا دیتے ہیں ۔ لیکن اگر وہ بجائے باہر رہنے کے دہلیز کے اندر قدم بھی رکھے تو ممکن ہے کہ گردنی کھائے یا گالی سنے یا کوئی صدمہ اس کو پہنچے ۔ یہ پوری طرح غور کرنے کا مقام ہے ۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ مالک رقاب اور تمام ممالک کا نظم قائم رکھنے والا ہے ۔ اس جگہ کبریائی و عظمت اس کا اوڑھنا بچھونا ہے دونوں طرف اعتبار کو ٹھیک طور پر قائم رکھنا ضروری ہے ۔

حجابہ نور لو کشف لاحرقت سبحانہ وجہہ ما انتہی الیہ البصر

اس کا حجاب نور ہے اگر نور کا یہ پردہ اٹھ جائے تو اس کے چہرے کی تجلی اتنی دور تک جھلسا دے جہاں تک نظر پہنچتی ہے ۔

اس کے متعلق تم نے اپنی سمجھ کے لحاظ سے سنا ہوگا کہ کذا الوف حجاب من الظلمۃ (اسی طرح وہ تاریکیوں کے ہزاروں پردوں میں ہے) ۔ آیہ کریمہ :

ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا و للبسنا علیہم ما یلبسون

اگر ہم وہ رسول کسی فرشتہ کو بناتے تو اسے بھی آدمی بناتے اور اس کو وہی لباس پہناتے جو آدمی پہنتے ہیں ۔

ایک بزرگ نے زبان کشائی کی اور یہ نظم فرمائی ؎

آنکہ برآمد بہ بزم جلیسان دوست دوست گرچہ غلطی دہد نیست غلط اوست اوست

Marfat.com

دوست کی محلس میں جو آیا تو وہ بھی دوست تھا　　گرچہ دھوکا دے گیا پر وہ یقیناً دوست تھا

(مگر) اے جواں مردِ عارف تم اپنی زبان بند کر لو کہ من عرف اللہ کل لسانہ ، (جس نے خُدا کو پہچانا اس کی آواز بند ہو گئی) ۔ اس قول کی ایک یہی وجہ ہے ۔ طیفور نے حضوری نُور کے غلبے سے کہا کہ اے خدا تو جو کچھ ہے، اگر میں کہہ دوں تو تیری پرستش پھر کون کریگا ۔ آواز سُنائی دی کہ میں جو کچھ ہوں اگر تم کہو گے تو تجھے سنگسار کر دیں گے کہ یہ کون پرستش کرنے والا ہے، کون سننے والا ہے ؟ یعنی کہنے والا ، سننے والا ، پرستش کرنے والا ، تیرے سوا کوئی نہیں ۔ جو کچھ کرتے ہیں حقیقت سب پر ظاہر ہے اسی طرح وہ مُوسیٰ کے گھر کے دروازے پر آیا تھا ۔ مُوسیٰ نے نہیں پہچانا ۔ بعد میں اُس نے مُوسیٰ سے کہا کہ میں آیا تھا تو نے نہیں پہچانا تو اس کے بعد موسیٰ نے دُعا کی :

اللھم ارنا الاشیاء کما ھی

کہ اے اللہ مجھے چیزوں کو دکھا ۔ جس طرح کہ وہ فی الحقیقت ہیں

نفس قانع گر گدائی می کند　　در حقیقت بادشاہی میکند

نفس قانع گر گدائی ہی کرے　　در حقیقت وہ شہنشاہی کرے

یہ سب اس کی آزمائش کے لئے ہے ورنہ اس کے کیا معنی ہوں گے ۔

لیبلوکم ایکم احسن عملا ط

تاکہ ہم تمہاری آزمائش کریں کہ کون نیک عمل کرتا ہے ۔

یہاں فرمایا ۔ فتمثل لھا بشرا سویا (یعنی وہ اس کے آگے ایک اُٹھے ہوئے انسان کی صُورت میں آیا) اور دوسری جگہ کہا فتمثل لہ فقیرا فی لباس الذلۃ والکدورۃ (وہ اس کے آگے ایک فقیر کی صورت میں ذلّت وکدورت کے لباس میں آیا) ۔ ورنہ لو کشف لاحرقت سبحات وجھہ ۔ (اگر ظاہر ہو جاتے تو اس کے چہرہ کے انوار جلا دیں) جو صورت اچھی ہو اس میں جلوہ نمائی کرتا ہے ۔ خدا کو پہچاننا اسی لئے مشکل ہے

ورنہ وہ تو ایک ہی ہے۔ اس کی شناخت کیا مشکل تھی۔ الفقر فخری (فقیری میرے لئے فخر ہے) والی حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تاج ہے۔ پس جو فقیر ایسا ہے جو خدائی اوصاف سے متصف ہو۔ اے دوست، وہی پتہ بتائے گا۔ اور انسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے۔ الخ میں اور تو کون ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ غم کھاتا ہے۔ اور فقیر بھی اسی طرح غیر خدا سے احتراز کر کے اللہ کا غم کھاتا۔ اس تمنا میں جب فقیر کامل ہو جائے تو وہی اللہ کا جلوہ دکھاتا ہے۔ اسی طرح خدا بھی بندۂ فقیر کا غم کھاتا ہے۔ اس طرح کہ انسان فقیر کے (تخم کو فہو اللہ کے شجر کے) مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ الانسان بنیان الرب (انسان رب کی جڑ اور پیڑ ہے) ؎

غمگینم ازاں کہ با تو اندر کو یم غمگینم ازاں کہ با تو در پوست نیم

گٹھلی میں تیرے ساتھ ہوں بس رنج ہے یہی چھلکے میں تیرے ساتھ نہیں غم اسی کا ہے

فقیر کو اپنے جمال و جلال تک لے جاتا ہے تاکہ وہ عارف ہو جائے۔ جب وہ عارف ہو گیا تو اس کے نزدیک ہر ذرّہ جام جہاں نما ہے۔ اگر دیکھے تو پائے ؎

تو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرّہ خاک جامیست جہاں نما کہ در وے نگری

نظر اپنے میں پیدا کر کہ مٹی کا ہر اک ذرّہ اگر تو غور سے تو وہ بھی جام جم ہوگا

اے دوست سوا خدا کے سب لوگ فقیر ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا:

یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید

اللہ الغنی و انتم الفقرا

(اے لوگو تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے تعریف والا۔

اور اللہ ہی غنی ہے اور تم سب فقیر ہو)

پس سب کے سب خدائے عز و جل کے محتاج ہیں۔ اسی بارے میں فرمایا:

اکل الفقیرا کلی و شربہ شربی ط

Marfat.com

(کہ فقیر کا کھانا میرا کھانا اور اُس کا پینا میرا پینا ہے)

کیونکہ فاعلِ حقیقی وہی ہے۔ واللہ خلقکم وما تعملون ط (یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور ان تمام کاموں کو جو تم کرتے ہو) جس طرح کہ روح فاعل و حاکم ہے ڈھانچہ یا جسم پر۔ اسی طرح خدا غالب ہے اپنے امر و حکم پر جس کو تم روح کہتے ہو۔

ثم سالت:

یارب من ای شیء خلقت الملئکة؟

قال لی:

یاغوث الاعظم خلقت الملئکة من نور الانسان وخلقت الانسان من نوری۔

پھر میں نے سوال کیا:

اے پروردگار، تُو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا؟

فرمایا:

اے غوث اعظم، مَیں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسان کو اپنے نُور سے پیدا کیا۔

Marfat.com

Marfat.com

نورِ انسانی سے فرشتہ اور نورِ خدا سے انسان کی پیدائش

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے یعنی اپنے ظہور سے۔ میں خود بلا نقطہ اور بے مثال تھا۔ ایک پوشیدہ خزانہ حجرۂ قوت میں تھا۔ بموجب حدیث قدسی:

كنت كنزا مخفيا فاحببت ان اعرف

(میں پوشیدہ خزانہ تھا پس چاہا کہ پہچانا جاؤں)

میں نے چاہا کہ میں جو کچھ ہوں اور جو کچھ میرے جمال و کمال اور قدرت میں ہے اس کو ظاہر کروں۔ اور خود بھی (خود کو) پہچانوں۔ مقولہ اللہ روح اعظم ——— کی اس بات سے وضاحت ہو چکی کہ اگر قیامت اور قیامت کے ختم ہونے تک اس کے راز پہچانے نہ جائیں تو خدائے تعالیٰ کا ظہور بھی پورا نہ ہوگا۔ "اللہ" (کہنے سے) لاہوت سے "حجرۂ قوت" میں آیا اور "الٰہ" ہوا۔ یعنی وہ اللہ قدیم تھا پھر اُس نے الوہیت (یا اللہ پن) کی صفت ظاہر کی۔ خود کا اللہ کام رکھ کر ظاہر ہوا پھر مخلوقات پیدا کیں۔ اور الہٰیت ٹھیک طور پر ظاہر ہو گئی۔ پہلے (جو چیز) علم میں تھی اب وجود اشیاء سے معرفت میں آگئی۔ جبروت میں احد ہوا اور احدیت ظاہر کی۔ پھر ملکوت میں تمثل سے (عکس سازی) کرکے) احمد کو نمودار کیا اور زمین پر محمود نام سے ظاہر ہوا، ناسوت میں، جو کہ دنیا ہے' محمدؐ کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ سب کو اپنی طرف بُلائے۔ خود بادشاہ ہے خود ہی رعیت اور خود ہی پیغامبر۔ کافروں نے یہ بات نادانی سے کہی کہ ابشر یھدوننا۔ کیا آدمی ہم کو راستہ بتاتے ہیں پس حکم ہوا کہ کفروا وہ لوگ کافر ہو گئے۔ وہ اتنا نہ سمجھ سکے کہ کان یمشی ولا ظل له (آپ چلتے تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

خدا کے نور سے ہیں۔ نورِ خدا کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو تعلق روح کو جسم سے ہے ایسا ہی (اللہ) کو محمدؐ سے ہے۔ مسعود بک نے عرفانِ محمدی میں کیا خوب کہا ہے کہ ؎

احمد شدہ نام تو احمد آمدہ در شے
ہم در تو بجوئیم نیفتیم بتاویل

احمد ہے تیرا نام تو خود اس میں احدؔ ہے
پاتے ہیں تجھی میں کبھی کرتے نہیں تاویل

تاویل (جستجو) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ احمدؐ احدؔ ہی کی صورت ہے۔ احمد کے معنی احد ہیں بموجب قرآن :

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ط

(جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی)

خود آپ نے اطمینان دلانے کی خاطر فرمایا کہ من رانی فقد رای اللہ (جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا) جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتا ہے یا مخلوق سمجھتا ہے وہ کافر ہے یعنی حق بات کو چھپاتا ہے اتنا نہیں سمجھتا کہ روح کو بشر نہیں کہہ سکتا بشر تو ڈھانچہ ہے جو کثیف ہے۔ اور روح اُس کے نور سے ہے جو لطیف ہے۔ اے دوست اگر تو آئینہ محمدؐ میں خدا کو دیکھے اور پہچانے تو یہ مقولہ تیرے حق میں ہے من عرف اللہ کل لسانہ (جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان بند ہوگئی) گو کہ (ما عرفت اللہ حق معرفتہ۔ مَیں نے کما حقہ اللہ کو نہیں پہچانا) اے دوست اس جگہ کہا گیا ہے کہ :

انا من نور اللہ والخلق منی ای من نوری

(میں خدا کے نور سے ہوں اور خلق مجھ سے ہے یعنی میرے نور سے ہے)

پس اپنے آپ میں دیکھ۔ ہر انسان میں پاک نور موجود ہے۔ عارف جب اپنے نفس کے آئینے میں دیکھتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے۔ اور جب آئینہ محمدؐ میں دیکھتا ہے تو خدائے عزّ و جل کو پہچانتا ہے۔ یہ بات کہ من عرف نفسہ فقد عرف

ربہ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا) اسی لئے کہی گئی ہے پس پکا عاشق جب خود کو دیکھتا ہے تو خدا کو دیکھتا ہے۔ خدا فرماتا ہے:

سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم

ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور انہی کے نفسوں میں دکھلاتے ہیں

آفاق سے مُراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس درجہ پر، عاشق ہی نہیں رہتا سب معشوق بن جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح جسم کا ڈھانچہ سواری ہے اور جان اس کی سوار ہے۔ اسی طرح جان سواری ہے اور خدا (اُس کا) سوار ہے۔

Marfat.com

قال سبحانہ تعالیٰ:

یاغوث الاعظم جعلت الانسان مطیتی وجعلت سائر الاکوان مطیۃ لہ

خُدا نے فرمایا:

اے غوث اعظم، میں نے انسان کو اپنی سواری، اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔

Marfat.com

جو مقامِ معشوق پر آچکا ہو بلکہ سراپا عشق بن چکا ہو۔ اب اس درجہ سے کوئی اور درجہ اونچا نہیں۔ العشق ھوالذات (کیونکہ عشق ہی ذاتِ (خدا) ہے۔ یہاں کوئی حادث یا فنا ہونے والا نہیں۔ بلکہ سب کچھ قدیم ہے کوئی فقر و فقیر نہیں۔ بلکہ سب کچھ غنی و غنا ہے۔ کوئی فنا و فانی نہیں۔ بلکہ سب کچھ باقی و بقا ہے۔ جو راز اس عاشق میں چھپا ہوا تھا آج ظاہر ہو گیا ؎

سرلیست دریں عبد خفی گر شود آں کشف　　بے شبہ و نموں صورتِ معبود بر آید

راز والے اس بشر کا راز گر کھل جائیگا　　بالیقیں معبود کی صورت میں ڈھل جائیگا

سرلیست دریں صورتِ زیباش نہانی　　گر روئے نماید بخدائی کند اقرار

جو بھید کہ اس صورتِ زیبا میں چھپا ہے　　ہو جائے اگر فاش تو کہہ دے کہ خدا ہے

یہاں معلوم ہوا کہ جس دن تو، تو نہ تھا تو "وہ" تھا اسی لئے کہا گیا کہ لیس فی جبتی سوا اللہ (میرے جبہ میں سوا خدا کے اور کوئی نہیں ہے)

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم نعم الطالب انا ونعم المطلوب الانسان ونعم الراکب انا ونعم المرکوب الانسان ونعم الراکب الانسان ونعم المرکوب له سائر الاکوان (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، اچھا طالب میں ہوں اور اچھا مطلوب انسان ہے۔ اچھا سوار میں ہوں اور اچھی سواری انسان ہے۔ اچھا سوار انسان ہے جس کی اچھی سواری سارا اکوان ہے۔

Marfat.com

طالب و مطلوب ، سوار اور سواری

اس کے معنی ظاہر ہیں یعنی اے غوث اعظم بہترین طالب میں ہوں۔ اور بہترین مطلوب انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا ہیں کیونکہ انسان کی حیثیت آئینہ سے بڑھ کر نہیں ہے تو وہ خود کو انسان میں دیکھتا ہے۔ اور اپنا آپ طالب ہو جاتا ہے۔ "بہتر سوار میں ہوں" کے معنی ہیں محبت و شوق سے بہتر طریقہ پر دیکھنے والا ناظر میں ہوں اور بہتر منظور انسان ہے کیا تم نے نہیں سُنا قلب المومن مرأۃ اللہ (مومن کا دل اللہ کا آئینہ ہے) اور الم یعلم بان اللہ یریٰ (کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھتا ہے) اس آیت کا اسی طرف اشارہ ہے۔ بہتر سوار ہے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا بہتر دیکھنے والے ہیں۔ تمام ذرّوں کے آئینہ ہیں۔ اسی لئے دعا کی گئی کہ ارنا الاشیاء کما ھی (اے خدا "مجھے چیزوں کو اس طرح بتا جیسی کہ وہ فی الحقیقت ہیں")، تمام ذرّے بہتر منظر گاہ ہیں۔ یعنی ہر ذرّہ میں ہمارا ظہور ہے۔ یہ ہر ذرّہ میں ہم کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں۔ میں جب کسی ذرّہ کو دیکھتا ہوں تو تجھی کو سمجھتا ہوں۔ عارفوں کا یہی اشارہ اور بشارت مریدوں کے لیے ہے ع

ہر ذرّہ کہ می بینم خورشید درو پیداست
دیکھتا ہوں جو کوئی ذرّہ ہے اس میں آفتاب،

اے دوست جس طرح جسم کا ڈھانچہ سواری ہے روح کے سوار کا۔ اسی طرح روح سواری ہے اور خدا سوار ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی کہا گیا ہے۔ انسان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ نہ بیان کیا جا سکتا ہے نہ لکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

یاغوث الاعظم الانسان سری وانا سرہ لوعلم الانسان منزلتہ عندی لقال فی کل نفس من الانفاس لمن الملک الیوم الا لی۔

(خدا نے فرمایا) اے غوث اعظم انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں۔ اگر انسان جان لے کہ اس کا مرتبہ میرے نزدیک کیا ہے تو ہر ہر سانس میں کہے کہ آج کے دن ساری بادشاہت سوا میرے کسی اور کو سزاوار نہیں

Marfat.com

Marfat.com

انسان خدا کا اور خدا انسان کا بھید

اگر انسان اپنا مرتبہ پہچانے کہ میرے نزدیک وہ کتنا بلند مرتبہ رکھتا ہے تو یقیناً دمبدم اور ہر سانس میں کہے کہ بادشاہی میرے لئے ہے۔ آج بلکہ ہر روز میرے ہی لئے بادشاہت ہے۔ جب منصور مغفور نے دیکھا کہ ساری دنیا اس کو سجدہ کر رہی ہے اور وہ (منصور) مسجود ہے راز کے تخت پر ہے۔ (بموجب آیتِ پاک) :

فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر ۔ یکون مع اللہ کھو

فی الازل

سارا اقتدار رکھنے والے مالک کے سچی بیٹھک میں ہے۔ تو اللہ کے ساتھ

ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا ازل میں تھا)

میں اس کا غیر نہیں ہوں کیونکہ فلا یکون مع اللہ غیر اللہ ۔ (اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں رہتا) اپنے آپ کو غیر نہیں پاتا۔ تو یقیناً انا الحق (میں خدا ہوں) کہہ پڑتا ہے۔ اس جگہ کہنے والا وہی حق تعالیٰ ہے جیسے کہ درخت سے انی انا اللہ (کہلوایا) کہ میں ہی خدا ہوں۔ اسی طرح منصور نے بھی انا الحق کہا۔ بایزید نے بھی اسی طرح سبحانی کہا اور معذرت میں کہا کہ لو عرف الانسان الخ ــــــ اور وہ سید قوم اور رئیس جماعت جب اپنے حدوث کو اس کے نزدیک نہیں پاتے تو اس تصفیہ کے مطابق کہ :

الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق له اثر ۔

(جب فنا ہونے والی چیز قائم رہنے والے سے مل جائے اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا)

وہ غیر خدا کو نہیں دیکھتے۔ اے دوست جس جگہ خدا کا ظہور ہو تو مجبوراً یہ کہنا پڑتا کہ :

جاء الحق وزهق الباطل ط

حق ظاہر ہوگیا اور باطل چھپ گیا۔

سب کچھ خدا تھا۔ خود بخود تھا۔ اپنے ہی لئے تھا۔ خدا کے ساتھ انسان کا مرتبہ یہ ہے۔ اشعار سُنیئے:

با دوست یکے اند چو جان در تنِ مردم	گر نیک بہ بینی بحقیقت تو ہمانند
ہے دوست میں ضم جیسے کسی جسم میں جاں ہو	گر غور سے دیکھو تو حقیقت میں وہی ہے
نے آتش و نے آب نہ خاک اند نہ بادم	نہ آنم نہ جسم اند نہ عقلند نہ جانند
وہ آگ نہیں باد نہیں خاک نہ پانی	ہے جان نہ جسم اور سمجھ نام نہیں ہے

اور ایک صاحب فرماتے ہیں:

من رفتہ ام ز خویش برون و درون نہ ام	از من مرا طلب مکن من کنون نہ ام
ہوگیا آپ سے باہر، میں نہیں بس میں نہیں	مجھ سے مجھ کو مانگ مت اب میں نہیں میں نہیں

با دوست چوں یکے شدہ ام چیست ہجر و وصل\
من مغز و استخوان و دگر پوست و خوں نہ ام\
دوست سے جب مل گیا تو وصل و فرقت پھر کہاں\
مغز ہوں میں اور نہ ہڈی گوشت اور خوں میں نہیں

چوں لحم و دم شدہ است مرا عشق تو بدنم	ہستم چناں کہ بودم زاں کم فزوں نہ ام
گوشت اور خوں یہ میرا عشق مجسم ہوگیا	ہوں وہی جیسا کہ تھا کم اور افزوں میں نہیں

جانتے ہو انسان خدا کی بنیاد ہے۔ الانسان بنیان الرب۔ جب اس بیج سے جس کو انسان کہتے ہیں، صمدیت (بے نیازی) کا درخت اگتا ہے۔ تو پتہ پتہ ڈالی ڈالی بجز انا الحق و سبحانی کے اور کچھ نہیں کہتی۔ ہر ذرّہ انسان کا آئینہ ہے۔ جب ہر ذرّہ میں انسان خود کو دیکھتا ہے۔ اور اپنی روح میں اس (خدا) کو، تو انا لا غیری (میں ہوں میرے سوا

Marfat.com

کوئی نہیں ہے) یہیں سے کہتا ہے، لیکن انسان جو مرتبہ خود رکھتا ہے۔ خود ہی نہیں جانتا نہ پہچانتا ہے اس لئے کہا گیا کہ لوعرف الانسان الخ۔۔۔۔۔۔۔۔اس میں شرط مستقبل مجہول ہے۔ یعنی ہر کوئی خدا کو جانتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔ اسی طرح کوئی خود کو بھی نہیں جانتا پہچانتا جان کو یہ بھی خبر نہیں کہ میں کیا ہوں نہ جسم کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ جس کسی نے کہا ہے خوب کہا ہے کہ ؎

نہ جاں را خود خبر از جاں کہ جاں چیست
نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست ،
نہ من کی کچھ خبر من کو کہ من کیا ہے ؟
نہ تن کی کچھ خبر تن کو کہ تن کیا ہے۔

بندہ بندہ ہے اور مالک مالک ہے۔ کیا ہوا اگر اس کا ہمرنگ ہو گیا۔ اس کے رنگ تو ان گنت ہیں اور اس کے رنگ کو لینے والے بھی ان گنت طریق الوصول لا ینقطع ابدا۔ پہنچنے کا طریقہ تو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اس کے معنی ہوئے کہ عاشق کبھی عین معشوق ہو جاتا ہے کبھی نہ یہ ہو سکتا ہے وہ غیر ہوتا ہے۔ نہ بالکل وہ' یہ اس کا سایہ ہے۔ سایہ اصل شخص کیسے ہو سکتا ہے ؎

بوالعجب کاریست قبلس طرفہ ہیست — ایں چوں عین آں بود آں کئے شود
عجیب کام ہے یہ اور راہ نادر ہے — کہ یہ جو عین وہی ہے تو وہ کیسے

اللہ کے اخلاق پیدا کرو تخلقوا باخلاق اللہ۔ اسی لئے کہا گیا ہے نہ اخلاق حاصل کرنے والے میں بس کہنے کی ہمت ہے اور نہ اخلاق الٰہیہ کی کوئی انتہا ہر "تخلق" پر جان دی جانی چاہیئے تاکہ تو سب کچھ وہی ہو جائے اور تو ہر کام اسی سے کرے اور تجھ میں وہی وہ سمو جائے۔

قال :

یاغوث الاعظم ما اکل الانسان شیئا وما شرب وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلا وما توجه الی شیئ وما غاب عن الا وانا فیه ساکنه ومسکنه ومحرکه ۔

فرمایا :

اے غوث اعظم ، انسان کوئی چیز نہیں کھاتا ، نہ پیتا ، نہ کھڑا ہوتا ، نہ بیٹھتا ، نہ بولتا ، نہ سنتا ، نہ کوئی کام کرتا ، نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ، نہ اس سے بے رُخ ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں مَیں ہوتا ہوں ، مَیں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور مَیں ہی اس کو حرکت میں لاتا ہوں ۔

Marfat.com

انسانی حرکات و سکنات میں خدا

خود کہتا ہے (جانتے ہو) غوث اعظم میں کیا کرتا ہوں۔ انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کوئی چیز نہیں کھاتے نہ پیتے، نہ کھڑے ہوتے نہ بیٹھتے نہ کہتے نہ سنتے نہ کوئی کام کرتے نہ کسی چیز کی طرف توجہ کرتے نہ اس سے غائب ہوتے مگر یہ کہ میں اس انسان میں رہتا ہوں۔ اس کو ٹھہرائے رکھتا ہوں اور اس کو حرکت میں رکھتا ہوں۔

بی ینطق وبی یسمع وبی یبصر وبی یمشی وبی یقعد
وبی یفعل

(یعنی مجھ ہی سے (استعارۃً میری زبان سے) بولتے ہیں۔ مجھ ہی سے (یا میرے کان سے) سنتے ہیں۔ مجھ ہی سے دیکھتے ہیں۔ مجھ ہی سے چلتے ہیں۔ مجھ ہی سے بیٹھتے ہیں اور مجھ ہی سے ہر عمل کرتے ہیں)

یعنی ان کی حرکات و سکنات مجھ ہی سے ہیں۔ جس طرح کہ جسم کے ڈھانچہ کی حرکات و سکنات روح سے ہے۔ یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو عالم کے سردار ہیں۔ اور (یہ خصوصیت) اولیاء کی بھی ہے۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء خدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں جیسا کہ ؎

با دوست یکے اند چو جان در تن مردم — گر نیک بہ بینی بحقیقت تو ہمانند

دوست میں ضم جیسے کسی جسم میں جاں ہو — گر غور سے دیکھے تو حقیقت میں وہی ہے

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت
نامیست ز من بر من و باقی ہمہ اوست

میرے اجزائے وجودی دوست نے سب لے لئے — نام میرا رہ گیا باقی تو سب کچھ ہے وہی

Marfat.com

اے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اولیاء اس (خدا) کے آئینہ ہیں۔ ان میں بجز خدا کے اور کچھ روشن نہیں۔ یہی مقام ہے جبکہ ان کو مُریدین اور معتقدین سجدہ کرتے ہیں یہ سجدہ ان کو نہیں بلکہ ان کے خالق کو ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے اعضاء اُسی کے نور کے ہیں۔ اور اس (خدا) کے لئے آئینہ بن گئے ہیں۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم جسم الانسان ونفسه وقلبه وروحه وسمعه وبصره ولسانه ویداه ورجلاه کل ذلك اظهرت له بنفسی لنفسی لاهو الا انا ولا انا غیره۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، انسان کا جسم، اس کا نفس، اس کا دل، اس کی روح، اس کے کان اور آنکھ، اس کی زبان اور اس کے ہاتھ پاؤں، ہر اِک چیز کو میں نے ظاہر کیا ہے اپنی ذات سے اپنے لئے وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں اور میں اس سے غیر نہیں ہوں۔

Marfat.com

Marfat.com

اعضائے انسانی میں خدا کا ظہور

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے غوث اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے جسم اور اُن کے نفس یعنی جو صورت کہ انسانی جسم سے آدمی کی طرح دکھائی دیتی ہے، وہ آدمی نہیں ہے بلکہ وہ بہترین صورت وہی (خدا) ہے نہ کہ جسم۔ کیونکہ جسم کثیف ہے اور وہ (خدا) لطیف اس بات سے معلوم ہو جائے گا (کہ حقیقت کیا ہے) انسان کا دل، انسان کی روح، انسان کے کان اور آنکھ اور نظر، انسان کے ہاتھ پاؤں ان سب کو میں نے ---- اپنی ذات سے ظاہر کیا ہے۔ یعنی اپنی ذات کے نور سے۔ اپنی ہی ذات کے لئے انسان کو آئینہ بنایا ہے۔ آئینہ سے ہٹ کر جسم کا ڈھانچہ اور کوئی چیز نہیں کہ جسمیں میں چمکتا ہوں اور دکھائی دیتا ہوں یعنی انسان اور انسان کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔ آئینہ کی طرح انسان اور وہ (خدا) ایک صُورت ہیں ؎

از جمال اوست در ہر صورتے حسنے کہ ہست
در ہر نقاب معنی است آں شاہد مستور من
ہر حسین چہرہ میں حُسن اس یار کا معمور ہے
ہر نقاب معنوی میں دوست ہی مستور ہے

اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلق ادم علی صورتہ (آدم کو اس (خدا) نے اپنی صورت میں پیدا کیا) فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو اپنی ذات سے اپنی ذات کےلئے ظاہر کیا ہے۔ انسان نہیں ہے بلکہ میں ہی ہوں فتمثل لها بشرا سویا (بموجب آیۂ شریفہ) پھر ایک سیدھے (یا کھڑے ہوئے) انسان کی صُورت میں متمثل ہو کر آیا۔ اپنے آپ کو اپنے ہی لئے انسانی مثال میں ظاہر کیا یعنی اپنے دیکھنے کے لئے، اپنی

Marfat.com

صُورت کو' اپنے ہی لئے ظاہر کیا۔ اس لحاظ سے ان کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق رکھتا تھا
لانی اشدشوقا الی لقائھم (بموجب اس قول کے) کہ مَیں اُن کے دیکھنے کا بیحد
شوق رکھتا ہوں، خدلئے تعالیٰ خود اپنا عاشق ہے۔ اور اس کا اپنا عشق اس قدر زیادہ
ہے کہ کسی چیز کی پرواہیں کرتا ہے

عاشق حُسن خود است آں بینظیر   حُسن خودرا خود تماشا می کُند

حُسن پر اپنے وہ خود عاشق ہوا   حسن کا اپنے تماشا بن گیا

اس مقام پر کون ہے جو اس کو اپنی کُھلی آنکھ سے پہچانے۔ یہ شاذونادر ہے مگر اس
کی گفتار سے اس کو پہچان سکتا ہے جیسے کہ مَیں۔

مَسعُود نے بھی اپنا پتہ یوں بتلایا کہ مَیں مَسعود نہیں ہوں بلکہ مسعُود نام چرالیا ہوں تاکہ مجھکو
کوئی نہ پہچانے ہے

مسعود بک بجائے دغا نام کردہ ام   ستر صفاتِ خودرا استار ساترم

مسعود بک تو دھوکہ دہی کے لئے ہے نام   پوشیدگی صفات کی کرتا ہے رازدار

کیا تُم نے نہیں سُنا کہ جبریل علیہ السلام کو صحابہؓ نے نہیں پہچانا۔ جب وہ دوسری
صُورت (غیر جبریل) میں آئے تو خدا کو کیونکر پہچانا جا سکتا ہے؟ جو ہزار در ہزار پردوں میں
خود کو چھپائے ہوتے ہے۔ ع:

درنقابِ معنوی آں شاہدِ مستورِمن

ہر نقاب معنوی میں دوست ہی پوشیدہ ہے۔

شیخ کے ساتھ وہ خدا جو میرا محبوب شاہد ہے حقیقتِ انسان کے پردہ میں ہے یعنی
وہ نمائندہ جو مجھ پر ظاہر ہو کر مجھ عاشق سے چھپ گیا یہ پہلا درجہ تھا جو دیکھنے کے بعد عاشق
ہوا اور پھر عشق اس میں سرایت کر گیا۔ اَب اس کی دوا یا علاج کچھ نہیں مگر وہی معشوق!

Marfat.com

قال:

یا غوث الاعظم اذا رأیت الفقیر المحترق
بنار الفقر والفاقة والمنکسر بکسرة الفاقة
فتقرب الیہ لانہ لاحجاب بینی و بینہ

فرمایا:

"اے غوثِ اعظم! جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر
وفاقہ کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقہ کے اثر سے شکستہ حال ہوگیا ہے
تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے"

Marfat.com

Marfat.com

فقر وفاقہ

مجھ سے فرمایا کہ اے بہت بڑے فریاد سننے والے سمجھو، کہ جس کو خدا نے بہت بڑا کہا ہے وہ کیسا ہو گا۔ اپنی عظمت میں بہت بڑے پن کی خاصیت رکھتا ہو گا۔ (اے غوثِ اعظم!) جب تم کسی سوختہ حال دل جلے کو دیکھو جو فقر کی آگ سے جلا ہوا ہو۔ یہ فقیر گویا خدائے عزّ وجل سے حاجت مانگتا ہے۔ حاجت مانگنے سے فقیر کے دل میں آگ بھڑکتی ہے تاکہ ماسوا خدا کو جلا دے اور فقر کی تکمیل میں جلتا رہے پس حضرت غوث پاک سے فرماتا ہے کہ جب تو ایسے جلے ہوئے کو دیکھے جو مجھ سے حاجت مانگنے میں جلا بھنا ہوا اور فاقہ سے بے حال ہو۔ وہ بے حال میرے لئے سب سے ٹوٹ چکا ہے۔ پھر بھی مجھے نہیں پا رہا ہے۔ اور فاقہ پر فاقہ کرتا ہے جب تم ایسے بے حال اور جلے ہوئے کو دیکھو تو اس سے قریب ہو۔ کیونکہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ بقول "میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے نزدیک ہوں"۔ معشوق اپنے عاشق کو بتاتا ہے۔ کہ میں اس جگہ ہوں۔ تو بھی اس جگہ آجا۔ یہ بات کہ فقر کی آگ سے جلے ہوئے اور سب سے ٹوٹ کر فاقہ سے ملے ہوئے کا مطلب سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کچھ نہیں جنہوں نے بمصداق الفقر فخری۔ فقر کو اپنا تاج بنایا ہے۔ یعنی خدائے عزّ وجل سے حاجت مانگنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اے دوست تمہیں خبر ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فاقہ کیا ہے یہ کہ اُس نے آنحضرت کو گھر سے باہر کیا اور تنہائی سے نکال کر پاسبانی پر کھڑا کیا ہے۔ فقر و فاقہ اللہ تعالےٰ سے رجوع ہونے کو کہتے ہیں۔ خدا سے تنہائی میں اس وقت تک نہیں ملا جا سکتا جب تک کہ پہلے کی طرح یکجا نہ ہو جائے۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند روز

Marfat.com

اس دُنیا میں رہنا پڑا۔ اور اس کے حکم کی طرف خلق کو بُلانا پڑا اور اپنی اُمّت کے فقیروں کو خدا تک پہنچانا پڑا۔ پس یہ شکستہ دل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پروردگار سے قریب ہے اور اولیاء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے شکستہ دل ہیں۔ تاکہ یہ قول صادق آئے کہ " میں ٹوٹے ہوؤں کے دلوں کے قریب ہوں " جس کا دل میری وجہ سے ٹوٹا ہوا ہے، ورنہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شکستہ حالی نہیں اور یہ (تمام اولیاء) اُن کے ساتھ ہیں۔ بموجب۔ " مومنین ایک ہی نفس کی طرح ہیں " المؤمن مراۃ المؤمن (مؤمن، مومن کا آئینہ ہے)۔ اور حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں میں ہیں پس رب العالمین جل جلالہ نصیحت فرماتا ہے کہ تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو جا تاکہ مجھے وہاں پالے۔

Marfat.com

قال:

یا غوث الاعظم لا تاکل طعاما ولا تشرب شرابا ولا تنم نوما الا عندی بقلب حاضر و عین ناظرۃ قال الغوث الاعظم فما اکلت طعاما ولا شربت شرابا الا عند ربی -

فرمایا:

اے غوث اعظم تم کھانا نہ کھاؤ اور نہ کچھ پیو اور نہ نیند میں آرام کرو مگر یہ کہ میرے ہی پاس (کھاؤ، پیو اور سوؤ) اپنے حضورِ قلب اور چشمِ بینا سے۔ غوث نے کہا کہ میں کچھ کھاتا پیتا نہیں ہوں مگر اپنے ہی رب کے ہاں (کھاتا پیتا ہوں)

Marfat.com

Marfat.com

خُدا کے پاس کھانا، پینا اور سونا

خُدا نے فرمایا کہ اَے غوث اعظم تم کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی نزدیک۔ متوجہ دل اور دیکھنے والی آنکھ سے۔ اپنے اظہار کے لئے غوث رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجیعوا بطونکم
واظمئوا اکبادکم واعروا اجسادکم لعمل
قلوبکم تروا اللہ عیانا عیانا

(حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو، اور اپنے جگر کو پیاسا رکھو اور جسموں کو برہنہ رکھو۔ دل کے عمل کے ساتھ (یعنی سچے دل سے) تو تم اللہ کو کھُلا کھُلا دیکھو گے

پس غوث اعظم نے ایسا ہی کیا یہ ظاہر ہے۔ اَب اپنے محبوب کے بقا کی قسم جو حقیقت کی بات ہے وہ کہتا ہوں۔ عاشقوں کے نزدیک کھانا اللہ کو دیکھنا ہے وھو یطعمنی بقول اس کے کہ "وہ مجھے کھلاتا ہے"۔ 'پینا' اس خُدائے تعالیٰ سے بات کرنا ہے بقول اس کے کہ "وہ مجھے پلاتا ہے"۔ وھو یسقینی اور سونے کے متعلق تم نے نہیں سنا کہ خُدا کے ساتھ سونا کیسا ہوتا ہے ؎

مَن مست مئ عشقم ہشیار نخواہم شد — مَن خفتہ بمعشوقم بیدار نخواہم شد
عشق کی مئے پی گیا ہُشیار میں ہوتا نہیں — یار سے ہمخواب ہوں بیدار میں ہوتا نہیں

گوشِ جان سے سنو۔ یہ سب اَبرار کی نیکیاں ہیں اور یہ سب مُقربان (یا خُدا کی خاص قربت والوں) کے لئے بُرائیاں ہیں۔ بقول اس کے کہ حسَنات الابرار سیّئات

Marfat.com

المقربین (ابرار کی نیکیاں مُقربین کی برائیاں ہیں) اسی بات کی طرف اشارہ ہے پس جو لوگ ان تینوں خصوصیّات سے بالاتر ہیں وہ سکون پائے ہوئے ہیں اور اپنے آپ قرار یافتہ ہیں۔ الاطال شوق الابرار الی لقائہ (ابرار کا اشتیاق مجھے ملنے کے لئے بہت زیادہ ہے) اور وہ اتنا ہوتا ہے کہ بجز اپنی ذات کے اور کچھ وہ نہیں جانتے اس لئے خُدا کا اشتیاق اِن سے بھی بڑھ کر ان کے لئے ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے لانی الی لقائھم لاشد شوقا (کہ مَیں ان سے ملنے کے لئے بے حد شدید اشتیاق رکھتا ہوں) ایک سے ایک بڑھ کر یہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد مُشتاق ہیں۔ اس کے لئے واسطہ کی ضرورت ہے تاکہ ایک میں ایک ملجائیں خُدائے ذوالجلال والجمال پوری طرح ملاپ اور اتحاد کے لئے فرماتا ہے لاتاکل طعاما (کھانا نہ کھاؤ) یعنی میری طرف نہ دیکھو۔ ولا تشرب شرابا اور نہ پیو یعنی مجھ سے بات نہ کرو ولا تنم نوما (اور نہ سوؤ) یعنی اس معشوق کے ساتھ نہ سوؤ، جو تیرے پہلو میں ہے اس معشوق سے شغف نہ کر اور آرام نہ لے اس جگہ معشوق حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحِ پاک ہے۔ جس میں جمال خُدا دیکھتے تھے اور اُس سے بات کرتے تھے اور اُسی کے ساتھ سوتے تھے۔ پس حکم ہوا کہ (نہ کھانا، نہ پینا اور نہ سونا)۔ الا عندی بقلب حاضر وعین ناظرۃ (مگر میرے پاس حضورِ دل اور چشم بینا سے) یعنی میرے نزدیک دل سے مُراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ہے۔ پس غوث کو نصیحت کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر حضورِ قلب اور چشم بینا رکھو۔ خواجہ ابوتُراب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وضعدار نوجوان سے کہا کہ تم اتنے وضعدار ہو کہ تمہیں بایزیدؒ کی آنکھ میں رہنا چاہیئے۔ نوجوان نے غصہ سے جواب دیا کہ مَیں یہاں بیٹھے ہوئے بایزیدؒ کے خُدا کو دیکھتا ہوں تو بایزید کو کس لئے دیکھوں؟ خواجہؒ نے فرمایا کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار دیکھنا خُدا کو ستّر بار دیکھنے کے برابر ہے۔ نوجوان نے پُوچھا، کیونکر؟ خواجہؒ نے جواب دیا کہ جو اپنے آپ (نظر سے) دیکھتا ہے وہ خود اُس کا اندازہ ہے۔ اور جو بایزیدؒ (کی نظر) سے دیکھتا ہے وہ بایزیدؒ

Marfat.com

کا اندازہ ہوگا۔ گوشِ جان سے سُنو۔ اَے عزیز! خدائے عزّ و جل نے بھی غوث رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح وضعدار دیکھا کہ لکھا نہیں جا سکتا۔ اسی لئے ربّ العالمین غوث رحمۃ اللہ علیہ کو، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل کا آئینہ ہیں، نصیحت کرتا ہے کہ اَے غوث اپنی رُوح کی آنکھ سے دیکھو۔ اُسی سے بات کرو۔ اُسی سے آرام لو اور اُسی کے ساتھ ہو۔ اَے دوست غوث رحمۃ اللہ علیہ کو احمدِ مُرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دیکھا اور نہایت اچھے نوخیز جوان کی صورت میں دکھانا چاہتا ہے۔ فی احسن صورت امرد شاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آئینہ میں دیکھ۔ اس جگہ معشوق کی طرف سے کشش ہوتی ہے جس کے لائق و سزاوار حضرت غوثؒ ہیں۔ عاشق تو خود اپنی کوشش سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ ؎

اگر از جانبِ معشوق نباشد کششے کوششِ عاشقِ بیچارہ بجائے نرسد

معشوق کی جانب سے کشش گر نہیں ہوتی عُشّاق کی کوشش بھی ٹھکانے نہیں لگتی

پس غوثؒ فرماتے ہیں ما اکلت طعاما (مَیں نے کھانا نہیں کھایا) یعنی خدا کی طرف نہیں دیکھا۔ (بجز معیّت خدا کے) مطلب یہ کہ غوثؒ نے اپنی ذات کے آئینہ میں خدا کو دیکھا۔ ولا شربت شرابا (مَیں نے کچھ نہیں پیا) بجز معیّت خدا کے۔ یعنی بجز خدا کے اَور کسی سے بات نہیں کی۔ اس نے جو الہام مجھ پر کیا۔ اس پر کوئی بات نہیں کی اَور نہ اس سے سکون و قرار حاصل کیا بجز اس کے کہ اپنے پروردگار کے پاس اپنے دل سے حاضر و ناظر ہو کر مُراقبہ کیا۔ یہاں تک کہ آئینہ میں صُورت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجلّی ہوئی اَور اس سے مقصُود حاصِل ہو گیا یہاں مرتبہ فقر ہے۔ کیونکہ جب اپنے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پایا۔ جنہوں نے الفقر فخری (فقر پر فخر کر کے) اس کو تاج بنایا۔ اُنہوں نے اپنا بھید دیکھا اور اُسی کے لئے فقیر ہو گئے۔ یعنی خدا کی جناب میں اپنی حاجت پیش کی۔ جب محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سے مِلاپ یا اتّحاد ہو جائے تو خدا سے مِلاپ یا اتّحاد چاہنا چاہیئے اسی لئے ارشاد ہوا ہے: تخلقوا باخلاق اللہ واتصفوا باوصاف اللہ

(تم خُدا کے اخلاق اپنے میں پیدا کرو۔ اور خدا ہی کے اوصاف سے متصف ہو جاؤ) یعنی اتحاد بذات۔ اس جگہ عاشق، معشوق کا ہمرنگ ہو جاتا ہے تو پھر اپنے رنگ میں نہیں لوٹتا۔ اس لئے کہاوت ہے: الواحد لا یرجع۔ اکائی پلٹتی یا لوٹتی نہیں ؎

مسعود بک برلتے دغا نام کردہ ام　　ستر صفات خود را کہ ستار ساترم

مسعود بک تو دھوکہ دہی کے لئے ہے نام　　پوشیدگی صفات کی کرتا ہے رازدار

ع:

من خدایم من خدایم من خدا

میں خدا ہوں میں خدا ہوں میں خدا

اس مقام پر اپنے آپ میں رہ کر کسی نے کہا ہے ؎

از خود بخود آمدن رہ کوتہ نیست

آپ سے آپ میں آجانے کی رہ کوتاہ نہیں

دعاء ہے کہ خدا تعالیٰ ہم پر ہمارے لئے اور تم پر تمہارے لئے یہ دروازہ کھول دے۔ (آمین)

Marfat.com

قال لی:

یاغوث الاعظم من حرم عن سفری فی الباطن ابتلی بسفر الظاہر ولم یزد منی الا بعدا فی سفر الظاہر۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم جو باطن میں میرے طرف سفر سے محروم رہا مَیں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اُس کو میرے طرف سے اور کچھ نہیں (دیا جاتا) بجُز اس کے کہ سفر ظاہری کے ذریعہ دُوری (مفارقت) دی جائے۔

Marfat.com

سفرِ ظاہر اور سفرِ باطن

مجھ سے فرمایا کہ اے غوث اعظم جو کوئی باطن میں میرے سفر سے محروم رہتا ہے یعنی جو کوئی میرے لئے اپنے آپ میں سفر نہیں کرتا میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ جو اپنے آپ میں ذکر و فکر کے مراقبہ سے اور مجاہدہ و توجّہ سے باطن کے اندر نہیں جاتا وُہ اِس آیت کو نہیں سمجھتا۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ (میں تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے) اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وھو معکم کی آیت اس کو حاصل نہیں ہوتی۔ جو اپنی روح میں رب العالمین کی تجلّی ہرگز نہیں دیکھتا اور اپنے دل میں مجھ کو نہیں پاتا۔ اس کو میں سفرِ ظاہری میں مُبتلا کرتا ہوں۔ نیز یہ کہ جو سفرِ باطن اختیار نہیں کرتا وہ دور رہتا ہے۔ دور رہنے والا فضول بھٹکنے والا ہے۔ یعنی نماز و تسبیح اور زہد و تقوٰی میں جس کا تعلق جسم یا ڈھانچہ سے ہے وُہ ظاہری عمل ہے اور جس کا رُوح سے تعلّق ہے وہ باطنی عمل ہے۔ اس نماز سے جاہلوں کی نماز مُراد ہے جو رُکوع و سجُود کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اس تسبیح سے مُراد ہے جو زبان کو ہلا ہلا کر کرتے ہیں۔ جو اپنے زُہد کو پیسہ پر دے دیتے اور تقوٰی میں غیر خُدا کو لے آتے ہیں۔ تمہیں خبر ہے کہ نماز کیا ہے۔ اور تسبیح و زہد کیا۔ اور تقوٰے کس سے کیا جاتا ہے۔ عاشقوں کی نماز اپنے وجود کو عدم کرنا ہے۔ اور جاہلوں کی نماز رکوع و سجدہ ہے۔ قطعہ:

در عشق نماز بے رکُوع است و سجود — یکساں در دو مومن و ترسا و جہود
نہ صورتِ مُوسیٰ و نہ صورتِ عیسیٰ — نہ زیاں رسد ز فرعون و نمرود
چُوں قبلہ بجُز جمالِ معشوق بود — عشق آمد محو کرد ہمہ قبلہ کہ بود
نمازِ عشق میں کیسا رکوع کہاں سجدہ — یہاں تو مومن و ترسا یہود ہیں یکساں

Marfat.com

یہاں نہ صورتِ موسیٰ نہ صورتِ عیسیٰ — فراعنہ سے نہ نمرود سے کوئی نقصان
جمالِ یار سے ہٹ کر کہیں جو قبلہ بنا — تو ایسے قبلہ کو اُلفت نے کر دیا پنہاں

تُو جانتا ہے کہ نماز مستوں کو عاشق و مُشتاق اور پُر آتش بناتی ہے جس کو وُہ بے رکوع و سجود ادا کرتے ہیں، کسی وقت ایسی نماز سے خالی نہیں رہتے۔ آیتِ شریفہ:

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ ط

وہ لوگ ہمیشہ اپنی نماز ادا کرتے ہیں۔

سے مُراد یہی نمازِ وصال و اتصال ہے۔ خدا کا راستہ نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں۔ نہ دریا میں نہ آگ میں۔ خدائے عزّ وجل کی راہ جانوں کے اندر ہے۔ اپنے اندر سفر کرنا چاہیئے تاکہ واصل حق ہو جائے۔ قطعہ

اَے خدایا کاندرونِ جانِ ہر انسان توئی — ظلمتِ کفراست از تو نورِ ایماں توئی
جان میں ہر آدمی کے رازِ پنہاں ہے خدا — کفر کی تاریکیاں اور نورِ ایماں ہے خدا
چو ہست ظاہر و باطن گرفتہ قدرتِ تو — بجانِ خویش نگر آشکار و پنہاں را
ہے یہ ظاہر و باطن اس کی قدرت کا ظہور — اپنے اندر دیکھ لے تُو آشکارا اور چھپا
روم در بتکدہ شینم بہ پیشِ بت کنم سجدہ — اگر یابم خریدارے فروشم زہد و تقویٰ را
بتکدہ میں بیٹھ جاؤں بُت پرستی بھی کروں — کوئی مل جائے اگر گاہک تو بیچوں اتّقا

جب سفر کرنے والا اپنے باطن میں سفر کرتا ہے تو دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے ؎

از دلِ انساں شدہ گم کردہ است خطابِ معکم — گوئی و فی انفسکم در دلِ مسعود بیا
دل سے گم ہو کر مرے کہتا ہے میں تو ساتھ ہوں — جان میں بستا ہے تو مسعود کے دل میں بھی آ

جس نے اپنے باطن میں نہ دیکھا بموجب آیہ شریف:

من کان فی ھٰذہ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضلّ سبیلا

جو اس دنیا میں اندھا ہے، وُہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستہ بھٹکا ہوا ہے

Marfat.com

(اس دنیا میں) جو شخص اپنے باطن میں نہیں دیکھتا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھتا۔ یعنی پیر و مرشد، حسینوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی نہیں دیکھتا۔ فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی (وُہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا) آخرت میں نہ دیکھنے کے یہ معنی ہیں، جب اُس کا دیکھنا کئی طریقوں اور کئی راستوں کا ہے تو اَضَلّ سَبیلا (وہ راستہ بھٹکا ہوا ہے) کا یہی مطلب ہے۔

اس کے دُوسرے معنی یہ ہیں کہ جو اپنی روح میں اس کو نہیں دیکھتا۔ اس کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دیکھتے۔ اس روح سے وہ رُوح مراد ہے جو جسم کے اندر ہے نہ جسم کے باہر:

یلقی الروح من امرہٖ علی من یّشاء من عبادہٖ

اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس پر (یا اس میں) خدا اپنے حکم سے رُوح کو ڈالتا ہے۔

یہ رُوح، رُوحِ اعظم ہے جو دُنیا میں عاشقوں پر تجلّی کرتی ہے تاکہ اُنس و آرام حاصل ہو۔ جو کئی کئی صُورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہی جمالِ خدا ہے ؎

چوں جمالت صد ہزاراں رُوئے داشت | بود در ھر رُوئے دیدار دگر
حسن تیرا اور ھزاروں صورتیں | اور ھر صورت میں دیداری نئی
لاجرم ہر ذرّہ بنمود یار | ہر جمال خویش رُخسار دگر
بے شبہ ہر ذرّہ ذرّہ میں ہے یار | ہر جمالِ نَو میں رخساری نئی

مقصُود یہ ہے کہ جس کا یہاں (دنیا میں) کوئی ہمراز نہیں اُس دنیا میں بھی اس کا کوئی ہمراز نہیں۔ ہائے۔ بغیر دیکھے ہوئے کوئی اس کو کیونکر پہچانے اور کیونکر دوستی کرے گا سب لوگ سُن کر ہی عاشق ہوتے ہیں۔ یہاں (دنیا میں) کوئی ایسا بھی ہونا چاہیئے جس نے اس کو کھلی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ اور اس سے محبت کی ہو۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ایک خاص وقت میں محمد حسینی گیسو دراز عاشقِ سرفراز سے ملاقات فرمائی اور کہا کہ ایک بار اس راہ میں بیٹھ

Marfat.com

جا۔اَب میں اس رہ گذر میں اُچھے عَیش کی نہایت خوشبو والی سانس لے رہا ہوں۔آہا۔آہاہا۔آہاہاہا ـــہ

ہم چشم وسے غلطاں ز مے ہم لعلش از مستی چکاں

مست وخراب وبے خبر در چشم ہشیار آمدہ

آنکھ متوالی ہے مے سے ہونٹ میں مستی بھری

مست و بے خود بے خبر ہشیار کی آنکھوں میں ہے

یہ یگانگت کا مَقام ہے۔بیگانگی کا نہیں ہے۔بولنے والی زبان سے اس کا بیان کیونکر کیاجاسکتا ہے۔

قال:

یاغوث الاعظم الاتحاد حال لا یعبر بلسان المقال،

فرمایا:

غوث اعظم (محبوب سے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

Marfat.com

زبانی الفاظ سے اتحاد کا حال

فرمایا کہ اے غوث اعظم! ایک ہوجانا اور یگانگی ایک (عجیب) حال ہے یعنی جس وقت عاشق (معشوق سے) ایک ہوجاتا ہے یا معشوق عاشق کو پہلو میں لیتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں تو ہوں اور تو میں ہے۔ جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے پہلو سے چمٹا کر فرمایا کہ:

لحمك لحمي ودمك دمي وعينك عيني وسمعك سمعي وبصرك بصري (الى اخره)

تمہارا گوشت میرا گوشت ہے۔ تمہارا خون میرا خون ہے، تمہاری ذات میری ذات ہے، تمہارے کان میرے کان ہیں، اور تمہاری آنکھ میری آنکھ ہے۔ الخ۔

اس وقت ظاہر میں حضرت علی نظر نہیں آتے تھے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے عزوجل نے یگانگت میں لے لیا یہ بات کہ فوضع يده على كتفي (پس اپنے دونوں ہاتھ میرے دونوں کندھوں پر رکھے) کا اسی طرف اشارہ ہے اور جو چیز پوشیدہ رکھنے کی تھی اسے پوشیدہ رکھا۔ آیۂ پاک فاوحىٰ الى عبده ما اوحىٰ (پس اپنے بندے پر وحی کی جو وحی کرنی تھی)۔ فرمایا کہ میں تو ہوں اور تو میں ہے۔ انا انت وانت انا اس جگہ معشوق عشق اور عاشق سب ایک ہیں نہ کہ دو تین۔ یعنی خدا کے دوست اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ سب ایک ہیں

كان الله ولم يكن معه شيئ وهو الان كما كان وهو لا يتغير بذاته ولا بصفاته ولا فى افعاله ولا فى اسمائه بحدوث الاكوان فلا يكون

Marfat.com

مع اللہ غیر اللہ۔

اللہ ایسا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ وہ پہلے جیسا تھا اب بھی ویسا ہے وہ کبھی بدلتا نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ ناموں میں کائنات پیدا ہونے کی وجہ سے، پس خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں ہو سکتا۔

این جہاں صورت است ومعنی اوست   در بمعنی نظر کنی ہمہ اوست

جب تک اس دنیا کی صورت ہے تو معنی ہے وہی، اور معنی پر نظر ڈالو تو سب کچھ ہے وہی

جانتے ہو کیا کہہ رہا ہوں۔ وہ تھا۔ اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی وہ اسی حال میں ہے اب بھی جیسا کہ وہ پیشتر تھا، کائنات کو پیدا کرنے سے اس کے نہ ذات میں تغیر ہوا ہے نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ ناموں میں، پس اس کے ساتھ اس کا غیر نہیں رہ سکتا۔ اچھا تو سنو! دنیا خدا کی صورت ہے۔ یہاں یہ نمود اس کے فیض کی صورتِ پاک سے ہے۔ یعنی وجود میں سوائے خدا کے کچھ نہیں۔ "جہاں خدا ہے" کے معنی یہ ہیں کہ وہ (خدا) ایسا ہے جو اس صورت میں کئی اشکال سے ظاہر ہوا ہے خدا شخص کی طرح ہے تو دنیا اس شخص کا سایہ ہے۔ خدا دنیا کی وجہ سے ظاہر ہے اور دنیا خدائے عزّ وجل سے قائم ہے ؎

می نمائی حسن خود در ہر رخی نوعِ دگر   چونکہ در معنی بہ بینم واحد ویکساں توئی
ہر رخ میں تیرا حسن نئی شان دکھائے   معنی کو جو دیکھے تو سب یکساں نظر آئے
توئی صورت توئی معنی کہ ہم مسجد و ہم دیری   توئی در دل توئی در تن کہ ہم عشقی و ہم جانی
تو ہی صورت تو ہی معنی تو ہی مسجد تو ہی دیر   تو ہی من میں تو ہی تن میں تو محبت تو ہی جان

فمن امن بہ قبل ورود الحال ومن رد حال اتحادہ فقد کفر

پس جس نے اس کا یقین کیا، حال کے وارد ہونے کو قبول اور جس نے اتحاد حال کو نہ مانا وہ بتحقیق کافر ہوا۔

یعنی جب تک معشوق عاشق کو اپنے ہمرنگ کر کے اپنے پہلو میں نہ لے اور یہ نہ کہے کہ میں تو ہوں۔

اور تو مَیں ہوں (اس حال سے پہلے) اگر عاشق اتحاد سمجھے تو یہ کُفر ہے۔ کیونکہ لا تامن مکری کا اشارہ اسی طرف ہے۔ (میری چال سے مطمئن نہ رہ۔ جب تک تم سے یہ نہ کہے کہ تُو مَیں ہوں اور مَیں تو ہوں اس وقت تک) تمہارے لئے یہ کہنا ہرگز زیبا نہیں کہ مَیں تُو ہوں اور تُو مَیں ہوں۔ یہ تو اُس خدائے تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ عاشق کتنا ہی معشوق کے اَوصاف سے مُتصف ہو۔ دو صفات سے خالی اور کم ہوتا ہے۔ ان دو صفات کے متعلق تم نے سُنا کہ ایک بزرگ نے کیا کہا:

لا فرق بيني وبين ربي الا بصفتين. صفة ربانية وصفة الوهية وجودنا منه وقيامنا به

مجھ میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں بجز دو صفتوں کے۔ صفتِ ربانیہ اور صفتِ الُوہیتہ۔ میرا وجود اس سے ہے اور قیام بھی اسی سے ہے۔

عاشق بالکل و بعینہٖ معشوق تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اَے دوست یہ مقام محض رنگ پذیری کا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ نہ کہ بعینہٖ اور بالکل معشوق ہو جاتا ہے اگر کچھ ہوتا ہے تو یہ کہ معشوق اپنے عاشق میں اپنے ظہور کو ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت وہ عاشق نہیں رہتا۔ بموجب آیۂ شریفہ: جاء الحق وزهق الباطل (کہ حقیقت آگئی اور باطل چلا گیا) مولےٰ مولےٰ ہے اور بندہ بندہ ہے۔ اَے دوست خود اُس کے کلام میں تفاوت ہے (تفاوت کے اصلی معنی اختلافِ اوصاف کے ہیں۔ یعنی خود اس کے کلام میں مُختلف اَوصاف بیان ہوئے ہیں) مَیں کیا کروں۔ کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ فاستقم کما امرت (تجھے جو حکم دیا جائے اس پر قائم رہ۔ کبھی فرمان دیا جاتا ہے کہ میری آنکھوں میں تُو ہے فانك باعيننا۔ کبھی طعنہ کرتا ہے کہ عبس وتولّى ان جاءه الاعمىٰ (جب اندھا اس کے پاس آیا تو اُس نے منہ موڑ لیا۔ کبھی لطف و محبت سے بتاتا ہے کہ

لولاك لما اظهرت الربوبية وكذلك لما خلقت الاكوان ولما خلقت الافلاك۔

Marfat.com

اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی طرح اکوان کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ افلاک کو پیدا کرتا۔

کبھی فرماتا ہے کہ : انك لا تهدی من احببت ۔ (تم جسے چاہو اس کو ہدایت یا صحیح راستہ پر نہیں لا سکتے) کبھی یہ کہتا ہے کہ انا اطلب رضاك یا محمد (اے محمدؐ میں تیری رضا کو طلب کرتا ہوں) عشق میں ایسی ہی بوالعجبیاں ہوتی ہیں۔

من اراد العبادة بعد الوصول فقد اشرك بالله
العظیم من تزلزل القلب عن القالب بعد
ما خلع وصفا واتقی من رجس الدنس

(جس نے وصول پالینے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا تو گویا اس نے
خدائے عظیم کے ساتھ شرک کیا کیونکہ اس نے خلعت وصول پانے اور صفائی
قلب حاصل ہونے اور میل کچیل سے پاک ہو جانے کے بعد قالب کو قلب
الگ سمجھا۔

جو کوئی (خدا سے) پیوست ہو جانے کے بعد عبادت یا عبودیت چاہے یقیناً وہ شرک کرتا ہے اس خدا سے جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔

اے دوست وبه والیه (اس سے اور اس کی طرف) کا مطلب یہ ہے کہ الواصل لا یرجع (واصل کبھی لوٹتا یا پلٹتا نہیں) عشق ایک کیمیا بنانے والا ہے جو معمولی دھات جیسے عاشق و معشوق کی طرح اسی سونا بناتا ہے۔ سمجھو کہ "وصول یا پالینا" چار قسم کا ہے:
وصول شریعت۔ وصول طریقت۔ وصول حقیقت۔ وصول معرفت : الاول العلم بالله
والوصول الیه (اللہ کو جاننا ہی اس تک پہنچنا ہے) یعنی جب یہ جان لے کہ

کان الله ولم یکن معه شیئ وهو الآن کما کان فلا یکون
مع الله غیر الله۔

Marfat.com

اللہ بعد اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی پیشتر وہ جیسا تھا اب بھی ویسا
ہی ہے۔ پس خدا کے ساتھ غیر خدا نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی سمجھ لے کہ العالم هو الحق المتجلی (عالم حق کا ظہور ہی ہے)۔ واصل بہ خدا ہوگا اس جگہ بُت پرستی کی صورت نظر آتی ہے۔ واصل یا ملنے والا نہیں چاہتا کہ عبادت کرے کیونکہ یہ عمل بہشت کے لئے ہوتا ہے۔ ظاہری کردار کا راستہ بجز بہشت کی طرف کے (اور کسی طرف) نہیں بلکہ خدا پرست بھی ہونا نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ پیر پرست ہو تاکہ شاہد یا محبوب پرست ہو جائے۔ تاکہ جو کچھ علم الیقین سے جانا ہے اس کو عین الیقین سے بھی دیکھ لے۔ پھر معلوم ہو جائے کہ پیر اور محبوب بجز اس (خدا) کے (کچھ اور) نہیں جب تک پیر پرست نہ ہوگا خدا پرست کیسے ہو سکتا ہے؟

شاید وہ مُرید اسی مقام و درجہ کا تھا کہ بایزیدؒ کا نام لیتا تو پانی پر چلا جاتا اور اللہ کہتا تو غرق ہو جاتا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ من عرف الله لا يقول الله و من يقول الله لا عرف الله (جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اللہ نہیں کہتا اور جو اللہ کہتا ہے اُس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں) بقول "جس کے لئے شیخ یا پیر نہیں ہے اُس کے لئے دین نہیں ہے" لا دين لمن لا شيخ له

وصُولِ طریقت یہ ہے کہ تمام عالم اور تمام دنیا میں اپنے پیر و مرشد کو بلکہ خود اپنے آپ میں اپنے پیر کو پائے اور پیر کی جان میں خود کو دیکھے۔ پس جو عبادت و خدمت پیر کی کی یعنی پیر کے تصوّر کو بھول کر، جو کچھ پیر میں دیکھا ہے اُس کا تصوّر کرتا ہے کیونکہ اسی کے لئے تو پیر کا تصوّر کیا تھا جب اس سے مل گیا تو پیر کا توسط درمیان سے اُٹھ گیا ؎

چوں در آید وصال را حالہ　　　سرد شد گفتگوئے دلالہ

کیفیت پیدا اگر کر دے وصال　　　واسطہ ہو درمیاں پھر کیا مجال

وصولِ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ پیر کی جان میں ہے اس سے مل جائے اور واصل ہو جائے پھر جب اس (خدائے تعالیٰ) ہی کا رنگ چڑھ جائے یعنی اس کی صفات سے مُتصف ہو جائے

Marfat.com

توچونکہ اس (خدا) کی صفات بے انتہا ہیں اس لئے پا لینے کی راہ (طریق وصول) کبھی بھی نہیں ٹوٹتی اور کبھی ختم نہیں ہوتی۔ پس یہ شخص ہر ذرہ میں اس کو دیکھتا ہے۔ اور موحد بن جاتا ہے۔ اس وقت مافی الوجود الا اللہ (وجود میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں) والا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ موحد صرف ایک نُور (کے سوا اور کچھ نہیں) دیکھتا۔ کیونکہ خُدا نور ہی نور ہے۔ یہ کمال بھی کسبی ہے جو محنت سے ملتا ہے۔ یہ وراء الورا کا مقام ہے۔ وصولِ معرفت کا پا لینا یہ ہے کہ چیزوں کو اس طرح دیکھا جائے جیسی کہ وہ درحقیقت ہیں ان (چیزوں) کی صُورت کو بھی دیکھے اور ان میں نازنین کا جلوہ بھی دیکھے وہ جلوۂ نازنین ہر ہر ذرہ میں ہے مگر ایسے شخص کی ضرورت ہے جس کی آنکھ میں معرفت کا سُرمہ ہو ؎

بجاست دیدہ کہ آں کحل معرفت دارد — وگرنہ جلوہ آں نازنین کجاست کہ نیست

کہاں وہ آنکھ کہ ہو جس میں سُرمۂ عرفاں — وگرنہ یار کا جلوہ کہاں نہیں ہوتا

عارف تو ہر ذرّہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔ ع

درھرچہ نگہ کنم توئی پندارم

نظر جس چیز پر ڈالوں تو سمجھوں بس توئی ہے

شریعت، طریقت اور حقیقت یہ سب کسبی ہیں اور حاصل کرنے سے حاصل ہو جاتی ہیں لیکن معرفت تو اسی (خدا) کی عنایت سے مل سکتی ہے نہ کہ کسب و عبادت سے۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کے عالم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالمِ شریعت میں آتا ہے تو اس عالم کی یہ نشانی ہے کہ

ان صلیت اشرکت وان احاصل کفرت

اگر میں نے نماز ادا کی تو میں نے شرک کیا اور نماز ادا نہیں کی تو کفر کیا

پس اس طرح میں کافر ہو چکا اور زنّار باندھ لیا۔ اللہ اکبر۔ حسنات الابرار، سیئات المقربین (نیکوں کی نیکیاں مُقربین کے لئے بُرائیاں ہیں، کا یہی مطلب ہے ؎

اے ہر کہ دراں عارضِ زیبائے تو دیدہ است | کو راست اگر جانب یوسف نگریدہ است
جس آنکھ نے اِک بار ترے حُسن کو دیکھا | پھر دیکھے وہ یوسف کو تو بے نور بصر ہے

(ایک شخص) خود عبادت کرنے کی وجہ سے خدا تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد وہ کس کی عبادت کرے۔ جو کوئی اس ظاہری عبادت اور باطنی عمل، چلّے، مجاہدے اور مسافرات وغیرہ کی اس دنیا میں محنت کرتا ہے (وہ) بے شک اس کی نظر میں آجاتا ہے تو زبانِ حال سے جان کے کانوں میں آواز دیتا ہے کہ انی انا اللہ العز تر الی ربك (میں ہی اللہ ہوں کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) ظاہر کو دیکھنے والے کیا جانیں کہ اسی خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ واعبد ربك حتیٰ یأتیك الیقین یعنی اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے تیرے پاس یقین آجائے یعنی خدا، اور یہ بھی کیا جانیں کہ من نظر الی معبودہٖ سقط عنہ عبادتہ (جس نے اپنے معبود کی طرف نظر کی اس سے عبادت ساقط ہو گئی) اس مقام پر جب سالک آجائے تو اس کو اتحاد و یگانگت پیدا ہو جائے پھر اگر اس کو رد کرے تو کافر ہو جائے۔ معشوق کے ہر رنگ کا لباس چاہنا کفر ہے۔ اسی لئے کہا گیا کہ من ردّ حال اتحادہٖ فقد کفر جس نے اتحاد کی حالت کو رد کیا اُس نے کفر کیا پس جو کوئی اس اتحاد میں آجائے وہ ازلی نیکی والا نیک بخت ہے اس کے بعد ہرگز سُبک نہ ہو گا مگر وہ جو اتحاد کا ہم رنگ نہیں ہوا اس کے لئے افسوس اور ویل ہے۔ کیونکہ وہ اس مقام پر ہرگز نہ آسکے گا۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یا غوث الاعظم من سعد بسعادۃ الازلیۃ طوبیٰ له لم یکن مخذولا بعد ذالک قط ومن شقی بشقاوۃ الازلیۃ فویل له لم یکن مقبولا بعد ذالک قط۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم جو کوئی ازلی سعادت و نیکی سے نیک و مسعود بن گیا تو اس کے لئے طوبیٰ خوشی کا مقام ہے۔ اس کے بعد وہ ہیک نہیں ہوتا اور جو ازلی بدبختی و شقاوت سے بُرا شقی بن گیا۔ اس کے لئے ویل جیسا دوزخ کا ذلیل مقام ہے اس کے بعد وہ کبھی مقبول نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

Marfat.com

سعادت و شقاوتِ ازلی

یعنی جلالی جلالی ہے۔ جمالی جمالی ہے اور ذاتی ہے کیونکہ اللہ کی خلق (اور فطرت) میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ لا تبدیل لخلق اللہ کافروں کو ہر وقت نئی گمراہی ہوتی ہے اور مومنوں کو ہر وقت نئی ہدایت۔ بموجب آیۂ پاک : یضل به من یشاء و یهدی من یشاء (وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) یہ سب اس کے اوصاف ہیں۔ جلال و جمال کو ظاہر کر کے خود کو پوشیدہ کر رکھا ہے ورنہ یہ دعا ارنا الاشیاء کما ھی چیزوں کی حقیقت جیسی کہ ہے ہم کو دکھا) نہ کی جاتی۔ کبھی آدم و ابلیس کو ظاہر کرتا ہے۔ کبھی موسیٰ و فرعون کو بتاتا ہے، کبھی ابراہیم و نمرود کو نمایاں کرتا ہے کبھی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل کو دکھاتا ہے۔ لیکن جس کے یہ نام ہیں وہ خود ایک ہے۔ وہی ایک ہے جو اتنی صُورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے تو ذرا دیکھ تو سہی۔

هو المعطی هو المانع هو الضار هو النافع هو الهادی

هو المضل هو المعز هو المذل هو القهار هو الغفار

وہی عطا کرنے والا، وہی منع کرنے والا، وہی ضرر اور نقصان دینے والا، وہی نفع بخشنے والا، وہی ہدایت دینے والا اور وہی گمراہ کرنے والا، عزت دینے والا، وہی ذلت دینے والا، وہی غضب کرنے والا اور وہی بخشنے والا۔

از جمالِ اوست در ہر صورتے حسنے کہ ہست

در نقابِ معنوی آں شاہدِ مستورِ من

ہر حسین چہرہ میں حُسن اس یار کا معمور ہے — ہر نقابِ معنوی میں وہ دوست ہی مستور ہے

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم جعلت الفقر والفاقة مطیتین للانسان فمن رکبھا بلغ المنزل قبل ان یقطع المنازل والبوادی۔

فرمایا:

اے غوث اعظم میں نے فقر وفاقہ دو سواریاں انسان کے لئے بنائی ہیں جس نے ان پر سواری کی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس کے وہ منزلوں اور جنگلوں کو طے کرے۔

Marfat.com

فقر و فاقہ سالک کی سواری ہے

(خدا نے) یہ فرمایا کہ اے غوثِ اعظم میں نے انسان کے لئے فقر و فاقہ کو سواری بنایا ہے۔ پس جو کوئی اس فقر و فاقہ پر سوار ہوا وہ منزل گاہ تک پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ منزلوں اور وادیوں کو طے کرے۔ یعنی فقر خدا سے حاجت مانگنا اور فاقہ آپ سے باہر ہونا (اپنی خودی کو ترک کرنا) ہے۔ مقعد صدقٍ کے مقام پر جو مَلیک مقتدر کے پاس ہے پہنچنے کے لئے فقر کے ساتھ تجرید (فاقہ) کی بھی ضرورت ہے۔ فقر و فاقہ پر کیا مناسب حال بیت (کسی نے) کہی ہے ؎

ما جاں فدائے خنجرِ تسلیم کردہ ایم   خواہی بدار خواہ بکش رائے رائے تست

خنجرِ تسلیم کے آگے میری جاں ہے فدا   زندہ رہنے دے کہ مجھ کو مار جو مرضی تری

اس لئے اے دوست اس فقیری سے مراد الفقر فخری ہے اور فاقہ سے مراد ما زاغ البصر و ما طغیٰ (اس کی نظر نہ جھپکی نہ جھٹلائی) کی کیفیت ہے۔ فقیر وہی ہے جو خدائے عزّ وجل سے حاجت مانگے اور صاحبِ فاقہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ جب تک 'مقصود' کو نہ دیکھ لے اور (اس پر) تجلی جلالی و جمالی نہ ہو اس پر نظر نہ کرے بلکہ اپنی روح کی آنکھ کو اس کی ذات کے لئے بھوکا رکھے۔ کتنے ہی واردات (واقعات) رو نما ہوں ان سے منکر ہو جائے اور اس (خدا) کے غیر سے سکون و اطمینان نہ پائے۔ پس جس نے یہ اختیار کر لیا اُس کو میرا دیدار ہے میں اُسے اپنے آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ خواہ اس نے جنگل اور منزلیں طے نہ کی ہوں (وہ جنگل اور منزلیں کیا ہیں) یعنی موت و قبر۔ سوال و حساب، حشر و صراط و میزان اور بہشت و دوزخ۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یا غوث الاعظم لو علم الانسان ماکان له بعد الموت ماتمنی الحیاۃ فی الدنیا ویقول بین یدی اللہ تعالے فی کل لمحۃ ولحظۃ یارب امتنی.

فرمایا:

اے غوث اعظم اگر انسان کو معلوم ہو جائے جو کچھ کہ موت کے بعد ہوتا ہے تو ہرگز دُنیوی حیات کی آرزو نہ کرے اور خدائے تعالیٰ سے ہر ہر لمحہ و لحظہ کہے کہ اے رب مجھ کو مار ڈال۔

Marfat.com

Marfat.com

موت کے بعد کا حال

مجھ سے فرمایا کہ اے غوث اعظم اگر انسان جان لے کہ اس کے لئے موت کے بعد کیا ہے تو اس دنیا کی زندگی کی آرزو نہ کرے اور ہر گھڑی ہر وقت یہی کہے کہ اے خدا مجھے مار ڈال یعنی موت ایک پُل ہے۔ جو فنا کے بعد دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے۔ تو وہ بقا میں فنا ہو جانا کیوں نہ چاہے گا۔ کیونکہ آپ سے باہر آنے کے بعد خود کو خدا تک پہنچا دیتا ہے اس قالب کی کون آرزو کرے جو دنیا کی زندگی دے۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کے قالب والی زندگی ہی کی وجہ سے فرمایا ہے کہ

یالیت رب محمد لم یخلق محمد

کاش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پیدا نہ کرتا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محمد کے تمثل و تشکل کو قالب کے پنجرے سے چھٹکارا دلانا چاہتا ہیں اس لئے کہ پروردگار کے پاس سے بھیجے گئے تھے اور خلوت یا تنہائی سے نکل کر پاسبانی و دربانی میں آکھڑے ہوتے تھے۔ اب اپنے اصل مقام پر واپس ہونا چاہتے ہیں کیونکہ خدا و بندہ کے درمیان یہی قالب (جسم کا ڈھانچہ) ہے جو تکلیف دیتا ہے۔ جب قالب کے پنجرے سے نجات پالے تو خدا تک پہنچ جائے۔ ؎

بینی و بینك انی یز احمنی ارفع بلطفك انی من البین

خودی حائل ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیاں سے

جو اپنی زندگی کی آرزو کرتا ہے وہ ہرگز خدا تک نہیں پہنچا کیونکہ اَوَمَن کان میتا جو کوئی مرجاتا ہے یا موت سے فانی ہو جاتا ہے تو اس کو ہم اپنے دیدار سے زندہ کر دیتے ہیں۔ جب وہ مجھ کو دیکھتا ہے تو ایسا زندہ ہوتا ہے کہ پھر کبھی نہیں مرتا۔ من کان میتا

فاحیناہ شاید خواجہ خضر نے یہی آبِ حیات پیا ہے ۔

مردیم ہمہ تشنہ و ہیہات ماخشک لب و تو در آبِ حیات
مرگئے ہم تشنہ لب افسوس ہے آبِ حیات میں ترے سہتے تجھے

جاں زتنم تو می بری مرگ بہانہ درمیاں روئے نما و جاں بہ بر دور بکن بہانہ را
جان میری تو ہی لے کیوں یہ بہانہ موت کا رُخ دکھا کے جان لے باقی بہانے مت بنا

بموجب قرآن پاک کے کہ میں تم سے بہت قریب ہوں مگر تم نہیں دیکھتے ۔ نحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون ۔

وقتِ مردن اگرم شربتِ دیدار رسد وچہ شیریں شود آں تلخی جاں کندن من
مرتے دم گر شربتِ دیدار مل جائے جاں کنی کی تلخیاں ہوں کس قدر شیریں مجھے

در شوق تو عاشقاں چناں جاں بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز
مرتے ہیں ترے عشق میں عشاق کچھ ایسے جس جا ملک الموت کا ممکن نہ گزر ہو

پس جو کوئی موت کے بعد وائے معاملہ کو جان لے تو وہ زندگی کی آرزو کیوں کرے ۔

قال

یاغوث الاعظم محبة الخلائق عندی یوم القیامة الصم والبکم والعمی وفی نسخة الاصم والابکم والاعمی ثم التحسر والبکاء وفی القبر کذلک (معناہ ظاہر)

فرمایا

اے غوثِ اعظم قیامت کے دن میرے نزدیک خلائق کی محبت بہرا گونگا اور اندھا ہونا ہے۔ پھر حسرت اور گریہ۔ قبر میں بھی یہی ہوتا ہے اس کا مطلب ظاہر ہے

قال

یاغوث الاعظم المحبة حجاب بین المحب والمحبوب فاذا فنی المحب عن المحبة فقد وصل بالمحبوب (معناہ ظاہر)

فرمایا

اے غوثِ اعظم مُحب اور محبوب کے درمیان مَحبت ایک پردہ ہے۔ پس جب مُحب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے واصل ہو جاتا یا مل جاتا ہے۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

Marfat.com

محب و محبوب کے درمیان محبّت کا پردہ

مُحبّت کا میم احمد و احد کے درمیان ایک پردہ ہے۔ پس احمد میم مُحبّت سے چُھٹکارا پاکر خدا سے مل جاتا ہے۔ یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قالب کی صورت ایک پردہ ہے۔ صورت احمد و احد کے درمیان۔ جب قالب سے یہ محمد چھٹکارا پالے تو احمد، احد سے مل جائے پس اے دوست محبت انسان کا قالب ہے یعنی روح اس کا نُور ہے اور اس کا نُور قدیم (لافانی) اپنی محبّت سے آدم اور آدمیوں کے قالب کو پیدا کیا ہے۔ مُحبّت روحِ انسان ہے اور محبوب خدا ہے پس جب روح، قالب سے فنا ہو جاتی ہے یعنی اس دارِ فنا سے نکل جاتی ہے۔ تو خدا تک پہنچ جاتی ہے۔ دارِ بقا کو پہنچ جاتی ہے۔ قطرہ دریا میں پہنچ جاتا ہے خدا و روح کے درمیان یہی قالب پردہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حکایتِ خدائی ہے کہ "تیرا وجود ہی میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے۔" حکایۃ عن اللہ تعالیٰ وجودك حجاب بيني وبينك سے معلوم ہوگا۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم رأیت الارواح کلها یترقصون فی قوالبهم بعد قولی الست بربکم الی یوم القیامة

فرمایا:

اے غوث اعظم میں نے تمام روحوں کو دیکھا کہ وہ اپنے قالبوں (جسموں) میں ناچتی ہیں۔ میرے الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کہنے کے بعد سے روز قیامت تک۔

Marfat.com

Marfat.com

اَلَستُ بربکم سے روحوں کا رقص

رب تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے ساری رُوحوں کو دیکھا یعنی مَیں نے خدا کو دیکھا کہ انسان کے جسموں میں ناچتا ہے۔ الست بربکم کہنے کے بعد سے قیامت تک غوث اعظم روحوں کے آئینہ میں سوائے خدا کے (کچھ اور) نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح رئیس و سیدقوم فرماتے ہیں کہ مَیں تیس برس سے خدا سے باتیں کررہا ہوں اور خلق سمجھتی ہے کہ جُنید ہم سے باتیں کرتا ہے۔ اے دوست۔ صاحب شریعت انسان کو دیکھتا ہے تو سوائے ہاتھ پاؤں اور قالب کے اس کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جب صاحب طریقت دیکھتا ہے تو ظاہری صورت بھی دیکھتا ہے اور سیرتِ باطن بھی دیکھتا ہے۔ جب محقّق (صاحبِ حقیقت) دیکھتا ہے تو سوائے نُور کے (جسے تم روح کہتے ہو کچھ اور) نہیں دیکھتا۔ جب عارف دیکھتا ہے تو سوائے خُدا کے نہیں دیکھتا۔ اسی سے بات کرتا ہے نہ کہ اس کے قالب سے۔ اسیطرح عالم میّت کے قبر پر کھڑا ہوتا ہے تو قبر کو بھی دیکھتا ہے اور اس کی (اَندر کی) ہڈّی، صُورت و سیرت کو بھی دیکھتا ہے۔ جب محقق دیکھتا ہے تو اگر میّت جلالی ہے تو جلال کی تجلّی اور اگر جمالی ہے تو جمال کی تجلّی دیکھتا ہے۔ جب عارف دیکھتا ہے تو نہ صرف روح کی صورت کو دیکھتا ہے بلکہ آئینہ میں خدا کی روح کو دیکھتا ہے۔ ابھی عاشق کا مقام مَیں نے نہیں بیان کیا (وہ یہ ہے کہ) عاشق اینٹ مٹّی کے نیچے اور ہڈّی کے ہر ذرّہ کے نیچے اور رُوح میں سوائے معشوق کے نہیں دیکھتا۔ اس جگہ ایک بھید ہے۔ تیرا دیکھنا اور ہے، عاشق کا دیکھنا اور ہے۔

Marfat.com

رأیت اللہ تعالیٰ:

وقال لی:

یاغوث الاعظم من سالنی عن الرویۃ بعد العلم فھو محجوب بعلم الرویۃ ومن ظن الرویۃ غیر العلم فھو مغرور برویۃ الحق سبحانہ تعالیٰ

میں نے اللہ رب العزت کو دیکھا:

اس نے مجھ سے کہا:

اے غوث اعظم جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ علم رویت سے محجوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق صرف گمان وقیاس کیا تو وہ رویت حق تعالیٰ کے بارے میں دھوکا کھا رہا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

علم کے بعد دیدار

فرمایا کہ اے غوث اپنے گوشِ جان سے سنو کہ خدا کے دیدار کی بہت سی مثالیں ہیں۔ کیونکہ رویۃ اللہ فی المنام جائزۃ (اللہ کو خواب میں دیکھنا جائز ہے) یعنی مُرید اپنے پیر کی جان میں خدا کو دیکھتے ہیں یہ بھی جائز ہے مگر وہ جو کہ بہشت میں دیکھتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر۔

فرمایا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اپنے رب کو عنقریب دیکھو گے جس طرح کہ چاند کو شبِ بدر میں۔

یہ مثال اس دنیا کی ہے جو خواب میں دیکھے تو وہ دیکھنے والا ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا جو اپنے دل میں دیکھتا ہے تو ربُّ العزت کے حکم سے دل میں ایک دریچہ سا کھل جاتا ہے۔ پھر وہ بندہ کے دل کے آئینہ میں چمکتا ہے۔ مومن جب دل پر نظر کرتا ہے تو اپنے خدا کو دیکھتا ہے۔ جب مُتقی، زاہد و صالح دیکھتا ہے تو ایسی صُورت میں دیکھتا ہے جو صالح (نیک) ہو کہ مُصلّٰی کاندھے پر، تسبیح ہاتھ میں، چوگوشہ ٹوپی سر پر، تمام انوار صفائی کے ساتھ۔ قُربت و مجاوری میں ایک عورت کی طرح پارسا مخدرہ، چھپی ہوئی۔ کمال عزت کے ساتھ شرمیلی اور پوشیدگی حجاب میں اس کا پوشیدہ کام سجدہ کرنا، تسبیح پڑھنا اور مصلّے پر بیٹھ کر ورد کرنا ہوتا ہے۔ اب حیلے کے نقاب کو چہرہ سے اُٹھا کر مُتجلّی کا نظارہ کر، تو سوائے آہ آہ کے (اور کچھ) نہ ہوگا۔ اس موقع پر محمد حسینی کا یہ کہنا ہے، توجہ سے سنو کہ میرا مقصود مجھ ہی میں ہے ؎

در میکدہ ساقی شو، مَی درکش و باقی شو　　جویائے عراقی شو کو راہے اُو دیدم

Marfat.com

میکدہ میں بن کے ساقی خوب پی اور زندہ رہ
جستجو میں رہ عراقی کے کہ سب کچھ ہے وہی

ایک لحظہ صفائی مے نگہ کن
بین عکس جمال روئے یار سے

نظر کر صفائی پہ مے کے ذرا
کہ عکس جمال رخ یار ہے

بر لوحِ وجودِ نیست نقشے
جز صورت نسخہ نگارے

تیرے لوحِ دل پر نہیں کچھ لکھا
مگر یہ کہ عکس رخ یار ہے

شبِ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہی معاملہ تھا آپ نے بتایا کہ

رأیت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ وضع یدیہ
علی کتفی فوجدت بردانامله فی قلبی۔

میں نے اپنے رب کو شبِ معراج میں نہایت حسین صورت میں دیکھا
اس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک میرے دل میں
محسوس ہوئی۔

دوسری یہ کہ:

رأیت ربی لیلۃ المعراج فی صورۃ امرد شاب قطط
میں نے شبِ معراج اپنے رب کو دیکھا بصورتِ نوجوان بے ریش
اور گھنگھر والا۔

دیکھنے کے بڑے مرتبے یہی دو ہیں باقی اس کے طفیلی ہیں یہ سوال کہ لا یری اللہ غیر اللہ۔
(غیر خدا، خدا کو نہیں دیکھتا) تو پھر غوث نے کیسے کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا
جواب یہ ہے کہ حضرت محی الدین غوث کے یہ گیارہ خطاب ہیں۔ سلطان، سید، مخدوم،
پادشاہ، فقیر، درویش، ولی، غریب، مولانا، شیخ، خواجہ۔ اس سلطان
نے اپنے تمام حجابات سے ماسویٰ اللہ کا پردہ اٹھا دیا۔ غوث کو خدا کے ساتھ اس طرح
سمجھو۔ وھو الآن مع اللہ کما ھو فی الازل (وہ خدا کے ساتھ ہر وقت ایسے ہی ہیں جیسے ازل

Marfat.com

میں تھے) یعنی فی الکنز المخفی جیسے (پوشیدہ خزانے میں تھے) غوث سیدِ زماں ہیں، بادشاہِ عالم ہیں، درویشِ کامل الشیخ یحییٰ ومیت ہیں۔ خواجۂ کونین، سلطانِ جہاں اور بادشاہِ ولایت ہیں مگر الفقر فخری کے (لحاظ سے) غریب ہیں۔ محی الدین ولی اللہ ہیں۔ ایسے ولی کہ هوالفانی فی الله والباقی بالله والظاهر باسمائه وبصفاته (وہ اللہ میں فانی، اللہ کے ساتھ باقی۔ اس کے ناموں اور صفات کے ساتھ ظاہر ہیں) حضرت غوث تخلقوا باخلاق الله (اخلاقِ خدا سے متصف ہیں) لیکن بروئے شرع پوشیدہ ہیں اس لئے فرماتے ہیں کہ میں نے پروردگار کو دیکھا۔ اے دوست! عارف خدائے عزوجل کو دیکھتے ہیں پھر اس کی خبر مریدوں اور بھائیوں کو دیتے ہیں۔ بعض (خدا کو) ایسے لڑکوں کی صورت میں دیکھتے ہیں جو چاند کی طرح (حسین) ہوں۔ بقول ایاکم والنظر علی الامارد فان لهم لونا کلون الله (نوجوان لڑکوں پر نظر کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کا رنگ اللہ کے رنگ کی مانند ہے) یہ پیروں کی تربیت مریدوں کے لئے ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر ذرہ میں خدا کو دیکھتا ہے۔ یعنی محیط دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اور جس نے اس دنیا میں نہیں دیکھا، اُس دنیا میں کیسے دیکھے اور پہچانے۔

من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا

جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔

کا یہی مطلب ہے۔ بعض عارف کہتے ہیں کہ بامِ کعبہ پر یا اس کے اجزا میں خدائے تعالیٰ کی انہوں نے زیارت کی۔ اُس نے مجھے جُبّہ و دستار پہنائے۔ پھر اسی بایزیدؒ نے خوب پتہ بتایا کہ میں نے اس کو بالکل حقیقت کے حق میں دیکھا اور پھر کعبہ کی دیواریں اس کے سوا اور کچھ نہ دیکھا لایکون مع الله غیرالله بقول (اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں رہتا) اس سے بھی بڑھ کر ایک بات کہتا ہوں گوشِ جاں سے سنو عاشق حسین محبوب کے آئینہ میں اللہ کا جمال دیکھتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی جب زینب (زید کی عورت) کو دیکھا تو فرمایا: اللّٰھم ثبت

Marfat.com

قلبي اَللّٰهم ثبّت قلبي اللّٰهم ثبّت قلبي (اَللّٰہ! میرے دل کو ثابت و قائم رکھ۔ اللہ! میرے دل کو ثابت رکھ۔ اَللہ! میرے دل کو ثابت رکھ۔) تین بار فرمایا۔ اس بار عاشقاں نے فرمایا۔ وہ جو کچھ شبِ معراج میں حسین صورت میں دیکھا۔ وہی زینب کے آئینہ میں غمزہ کرتا ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اَللّٰھم ثبّت قلبي یعنی میرے رب، میرے دل کو زینب کے دیکھنے پر ثابت رکھ۔ یعنی جو جمال و کمال اس چہرہ میں دکھائی دیا اس پہ میں عاشق ہوگیا۔ اس کو میرے دل سے دُور نہ کر۔ لیکن چونکہ

لا یتجلی اللہ فی صورة مرتین من الازل الی الابد

اللہ کسی صُورت میں دو مرتبہ تجلی نہیں کرتا ازل سے ابد تک ؛

اسی لئے ہمیشہ حُزن و بُکا کرنے والے اس کو نکاح میں لاتے ہیں۔ اَللہ تُم پر اَور ہم پر یہ دروازے کھول دے۔ اَب سُنو! رئیسِ طائفہ، سیّد قوم نے اپنے آپ میں اس کو دیکھا تو فرمایا:

لَیس فی جبّتی سوا اللہ (میرے جُبّہ میں سوائے اَللہ کے کوئی نہیں ہے) چونکہ سب (رنگ) اس رنگ میں جذب ہوگئے تو اپنے رنگ کو اپنے جبّہ میں نہیں پایا۔ غوث پاکؒ کا دیکھنا تو اس سے بھی بالاتر ہے کیونکہ دیکھا اور چُھپا لیا اور تکمیل کو پہنچا کر شرع میں چھپا لیا۔ اس جگہ بھی کہنے والا وُہی ہے جس نے درخت میں سے کہا تھا۔ اَب غوثؒ میں سے کہتا ہے انہیں کا حق ہے جو کہا گیا کہ بی ینطق "وہ مجھ ہی سے بات کرتا ہے"۔ اس طرح الحق ینطق علی لسان عمر۔ "حق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زُبان سے بولتا ہے"۔ فرمایا گیا۔

فرمایا کہ اَے غوث، کوئی میری رویت کے متعلق سوال کرے اس علم کے بعد کہ

العالم ھو الحق المتجلی فلا یکون مع اللہ غیر اللہ ط

عالَم حق کا ظہُور ہے۔ پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا۔ ؛

یعنی جو کچھ علم الیقین میں جانتا تھا، اسے معلوم نہ تھا کہ معنوی یا صُوری موت کے بعد بھی اسی طرح ہوگا۔ تُم نے نہیں سُنا جب تک اَرِنی (مجھے دکھائی دے) والی بات میں غیریّت

تھی تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جواب سُنتا رہا۔ جس نے گمان کیا میری رویت کا یہ اس کا علم ہے۔ اور معرفت میں رب العلمین کی رویت تو کچھ اور معلوم ہو گی۔ ؎

شب با تو غنودم، ندانستم کہ توئی
روزم بکنار تو بُودم، ندانستم کہ توئی

رات سویا ساتھ تیرے پر نہ جانا تجھ کو میں
اور رہا پہلو میں دن بھر پر نہ جانا تجھ کو میں

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم من رانی استغنی عن السوال ومن لم یرنی فلاینفعه السوال وهو محجوب بالمقابل

فرمایا:

اے غوث اعظم جس نے مجھے دیکھا وہ سوال کرنے سے بے نیاز ہو گیا۔ اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال کرنے سے اُس کو کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو اپنے مُقابل سے پردہ میں ہے۔

قال لی:

یاغوث الاعظم لا الفة ولا نعمة فی الجنان بعد ظهوری فیها ولا وحشة ولا حرقة فی النیران بعد خطابی لاهلها (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم جنت میں میرے ظہُور کے بعد اُلفت و نعمت نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوزخ میں اس کے رہنے والوں سے میرے خطاب کے بعد وحشت و جلن دُور ہوگی۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

Marfat.com

دیدار کے بعد سوال سے بے پروائی

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یعنی کسی کے آئینہ رُوح میں میرے پرتو کی پرچھائیں پیدا ہوئی یا اُس نے دیکھا، ہر حال میں سوال 'ربّ ارنی' سے بے نیاز ہو گیا اور جس نے اپنی رُوح کے آئینہ میں مجھے نہیں دیکھا وہ کتنا ہی "ارنی، ارنی" کہے کوئی سُود مند نہ ہو گا۔ وہ تو گفتارِ ارنی سے ہمیشہ محجوب رہے گا۔

ظہورِ باری بجعد جنّت میں اُلفت اور خطابِ باری بجعد دوزخ میں وحشت

اللہ تعالیٰ کی رویت عاشقوں کی جنّت ہے۔ جس وقت خود کو خدا میں دیکھیں۔ (وُہی ان کی) جنّت و اُلفت ہے جب فرمان ہو گا کہ الم تر الی ربك (کیا تم نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا) یعنی کیا اس کی طرف تُو نہیں دیکھتا کہ تجھ میں یہ پرتو اسی سے پیدا ہوا ہے تو بیشک اُسی کی طرف رجُوع کرنا چاہیئے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن رات میں ستر بار اس کی طرف رجُوع ہوتے تھے ایسے وقت جو اُلفت و نعمت اور خوشی کہ 'انا الحق' یا 'سبحانی' کہنے میں ہے چلی جاتی ہے۔ اس وقت پھر سے مسلمان ہونا پڑتا ہے۔ حضرت بایزیدؒ نے مرتے وقت خدا کو کھلی آنکھ سے بے مثال و بے بیاں دیکھا تو جیسا سمجھتے تھے (اپنے پردہ حجاب سے) اس سے بھی ماورا پایا تو کہا کہ

فانا الیوم کافر مجوسی اقطع زناری واقول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

Marfat.com

مَیں آج تک کافر مجوسی تھا۔ اَب زنّار توڑ دیتا ہوں اور کہتا ہوں : اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم)

اے دوست رویۃ المعشوق ھو الجنّۃ رویتِ معشوق ہی جنّت ہے۔ جب عاشق اَپنے معشوق کو دیکھتا ہے تو کسوت معشوق میں ہو جاتا ہے یہی جنّت ہے۔ یہی جنت ہے۔ جب ذاتِ عاشق میں عشق پیدا ہو جاتا ہے، ایسا عشق کہ جس کی صورت ہو نہ معنی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت و معنی میں نہیں سماتا۔ بلکہ ذاتِ عاشق میں بھی چھپ کر دکھائی دیتا ہے۔ معشوق کی یہ رویت مثل ایک بیج کے ہے۔ ذاتِ عاشق کی زمین میں۔ اب بڑا ہو کر صمدیّت کا شجر بن جاتا ہے ؎

در تنگنائے صُورت معنی چگونہ گنجد | در کلبہ گدایاں سُلطاں چہ کار دارد
صُورت پرست غافل معنی چہ داند آخر | گویا جمالِ جاناں پنہاں چہ کار دارد
صُورت کی تنگیوں میں معنی سمائے کیونکر | درویش کے مکاں کو سلطاں سے کام کیا ہے
صورت پرست غافل معنی کو جانے کیونکر | اس بیخبر کو حسنِ جاناں سے کام کیا ہے

اس جگہ عاشق کا ڈھانچہ نہیں رہتا جس کو دار پر چڑھا سکیں بلکہ خالص رُوح بن جاتا ہے اس جگہ عاشق کی روح مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور خُدا غالب۔ تو اُلفت کہاں رہی۔ بموجب ارشادِ باری تعالیٰ : واللہ غالبٌ امرہ اللہ اپنے حکم پر غالب ہے اس کا حکم روح ہے بموجب آیتِ شریفہ "کہدو کہ روح حکمِ رب ہے" قل الروح من امر ربی۔

جہنّم کی آگ میں وحشت اور سوزش و جلن نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کے بعد جو وہ ان دوزخ والوں سے کرے گا۔ یعنی جن دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالا گیا ہے ان سے (خُدا) خطاب فرمائیگا کہ جو کچھ کیا مَیں نے کیا۔ جو کچھ کرتا ہوں مَیں کرتا ہوں۔ یہ مَیں ہی ہوں جو ظاہر و ظہور میں تجلّی کر رہا ہوں۔ چنانچہ مَیں دُنیا میں تھا۔ (کیا) اس کو تُم نے جانا، دیکھا یا پہچانا اور بعض سے کہے گا کہ قال اخسئوفیھا ولا تکلمون (تم اس دوزخ میں ذلیل بنے رہو اور

Marfat.com

مجھ سے کوئی بات نہ کرو) پھر سوزش وجلن اور وحشت یکایک دور ہو جائیگی. خطاب کے بعد نارِ جہنم تو نعیم سے مُبدّل ہوگئی مگر شوق وفراق حق کا درد وعذاب ان کے لیے دائمی رہیگا۔

زاں لذتِ کلام جہنم شود نعیم — کفار را خبر نبود ز آتشِ جحیم
لیکن زسوز فرقت و شوق و فراقِ حق — باشند در عذابِ شدائد مدام الیم

اس کے میٹھے بول سے دوزخ بھی جنت بن گئی — کیا خبر کفار کو دوزخ بھی کیسی آگ ہے
سوز وفُرقت سے مگر شوق وفراقِ حق میں — یہ عذابِ دائمی اور دردان کی آگ ہے

نارِ دوزخ ہر گھڑی گلزار بن جائے اور ہر ایک رنگ آمیزی کرے لیکن یہ خاصہ اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اُمّتی کے نصیب میں آگ ایسی ہے جیسے سیدنا ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نصیب میں نارِ نمرود۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا سبب ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نار امتی کنصیب ابراہیم من نار نمرود۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم۔

فقلت:

لبیک یارب العرش العظیم

فقال لی:

قل لبیک یارب الغوث انا اکرم من کل کریم
وانا ارحم من کل رحیم (الکریم والرحیم معناہ ظاہر)

فرمایا:

اے غوث اعظم،

مَیں نے کہا:

جی حاضر، اے رب عرش عظیم۔

پھر مجھ سے کہا:

یُوں کہو، میں حاضر ہوں اے رب غوث، مَیں ہر کریم سے بڑھ کر اکرم
ہوں اور ہر رحیم سے زیادہ ارحم ہوں (کریم اور رحیم کے معنی ظاہر ہیں)

Marfat.com

Marfat.com

خدا کی بڑھی ہوئی رحمت اور کریمی

غوث کو صفتِ کریمی اور رحیمی کی خلعت پہناتا ہے۔ یعنی غوث کو بتاتا ہے کہ کریمی و رحیمی میری صفت ہے جو میں نے تمہیں دی ہے۔

انا اکرم و انا ارحم من کل رحیم

یعنی اولیا کو اگرچہ میں کریم و رحیم کی خلعت عطا کرتا ہوں لیکن میں ان سے زیادہ اکرم و ارحم ہوں۔

ہاں۔ وہ کہاں اور یہ کہاں ان کو (اس خدا) کی عطا سے یہ (حاصل ہے اور وہ بذاتِ خود قدیم ہے وھو قائم بذاتہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے۔ اور یہ (اولیاء اللہ) اس (خدا) کی وجہ سے قائم ہیں)۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم نم عندی لا کنوم العوام

ترانی

فرمایا:

اے غوثِ اعظم تُو میرے پاس سو جا۔ عوام کی نیند کی طرح نہیں۔ تُو تو مجھے دیکھے گا۔

Marfat.com

Marfat.com

اللہ کے پاس نیند

فرمایا کہ اے غوث اعظم میرے نزدیک سو۔ اس طرح مت سو جیسے عوام سوتے ہیں۔ تو تو مجھے دیکھتا رہے گا۔ میں نے دریافت کیا : فقلت یارب کیف انام عندک کہ اے رب تیرے پاس کس طرح سوؤں۔ یعنی کیا کروں کیسا کروں اور کس طرح رہوں۔ اے (وہ کہ تو) میری روح کو اپنی صورت میں پرورش کرتا ہے تاکہ میں فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (خدائے مالک و مقتدر کی سچی بیٹھک) کے بھید کے تخت پر تیرے ساتھ ایک ہو کر سو جاؤں۔ یوں ہوتا ہے سونا النوم مع اللہ کی یہ شان ہے ؎

من مست مے عشقم ہشیار نخواہم شد
من خفتہ معشوقم بیدار نخواہم شد

عشق کی مے پی گیا ہشیار میں ہوتا نہیں یار سے ہم خواب ہوں بیدار میں ہوتا نہیں

اس مراقبہ اور تصور میں مرشد بھی وہی (خدا تعالیٰ) ہے۔

قال لی بخمود للجسم عن اللذات وخمود النفس عن الشهوات وخمود القلب عن الخطرات وخمود الروح عن اللحظات وفناء ذاتك فی الذات ۔ (معناہ ظاہر)

مجھ سے فرمایا دور کرو اپنے جسم سے لذات کو۔ اور نفس کو شہوات سے۔ اور قلب کو خطرات سے اور روح کو لحظات سے۔
اور فنا کر اپنی ذات کو میری ذات میں۔ اس کے معنی ظاہر ہیں۔

غوث کو بتاتا ہے کہ میرے نزدیک اس طرح سو جاؤ، کہ مجھے دیکھو۔ اس نیند کو فقیر اختیار کرتا ہے اور بغیر فقیر کے اس جگہ اور کوئی نہیں پہنچتا۔

Marfat.com

Marfat.com

قال لی:

یاغوث الاعظم قل لاصحابك من اراد منكم صحبتی فعلیه باختیار الفقر فاذا تم فقرهم فلاهم الا انا (معناه ظاهر)

مجھ سے فرمایا

اے غوث اعظم، اپنے دوستوں سے کہدو کہ تم میں سے جو کوئی میری ساتھ داری چاہے تو فقر اختیار کرے۔ جب ان کا فقر پورا ہو جائے تو وہ نہیں رہتے بجز میرے۔ (معنی ظاہر ہیں)

Marfat.com

Marfat.com

خدا کی صحبت فقر اختیار کرنے سے

اے غوث اپنے دل اور اپنی روح سے کہہ دے کہ اگر تُو میرے ساتھ ہمنشینی چاہے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (مالکِ مقتدر کی سچی بیٹھک) والے بھید کے تخت پر۔ تو تمہیں چاہیئے کہ فقر اختیار کرو۔ یعنی میرے پرتَو کے عکس سے پرہیز کرو جو تُمہاری ذات میں ہے اور اپنی ذات کو فدا کردو۔ یعنی میرے ہی محتاج بنو۔ میرے ہم رنگ ہو کر مجھ سے اتحاد و یگانگت کر چکو تو میرے لئے میرے مُحتاج ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ تم 'میں' ہو جاؤ۔ بالکُل معشوق ہو جاؤ تو فقیر کا فقر پُورا ہو گا۔ اس سے زیادہ صاف نہیں کہتا۔ جو میرا مقصود ہے میں کہہ دیتا ہوں پس جب فقیر کا فقر کامل (تمام) ہو جائے تو فقیر کا آئینہ اس سے صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس فقر کا نُمائندہ یا دکھانے والا میں ہی ہوں۔ کل شیٔ ھالک الا وجھہ' بجز اس کی ذات کے ہر چیز کو فنا ہے۔ یعنی عاشق کی صُورت ہلاک و مضمحل ہو جاتی ہے۔ اور جو "وجہ یا صُورت" ہے یعنی حقیقتِ عاشق، اس سے کھینچ لی جا کر عشق کی تجلّی ہوتی ہے۔ اب نہ عاشق رہتا ہے نہ معشوق۔ سب کچھ عشق ہی رہ جاتا ہے۔ صُورت رہتی ہے نہ معنی۔ ھو الظاھر ھو الباطن (وہی ظاہر، وہی باطن) نظر آتا ہے۔ اور ایک میں ایک ہو کر اس کا عیش اللہ کے عیش کی طرح یقیناً ہو جاتا ہے۔

عیشہ کعیش اللہ۔

Marfat.com

Marfat.com

قال لی:

یاغوث الاعظم طوبی لك ان کنت رؤفا علی بریتی ثم طوبی لك ان کنت غفور البریتی (معناہ ظاہر)

فرمایا:

اے غوثِ اعظم تیرے لئے طوبیٰ ہے اگر تو میری (مخلوق) پر شفقت کرے اور پھر تیرے لئے طوبیٰ ہے اگر تو میری (مخلوق) کو معاف کرے اس کے معنی ظاہر ہیں۔

قال:

یاغوث الاعظم جعلت فی النفس طریق الزاھدین وجعلت فی القلب طریق العارفین وجعلت فی الروح طریق الواقفین وجعلت نفسی محل الاسرار۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم! میں نے نفس کے اندر زاہدوں کے لئے راستہ بنایا ہے اور دل کے اندر عارفین کے لئے راہ بنائی ہے اور رُوح کے اندر واقفین کے لئے راستہ بنایا ہے۔ اور میں نے اپنے آپ کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

زاہد، عارف اور واقف کیلئے نفس اور روح میں راستے

زاہدوں کو بتاتا ہے کہ مَیں نے نفس میں سے زاہدوں کے لئے راستہ بنا دیا ہے۔ بموجب آیت شریف: "تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے" ایسا راستہ کہ جس سے خدا تک پہنچتے ہیں۔ اور اس میں اپنے آپ کو دکھاتا ہے۔ زاہد کو چاہیئے کہ اس نفس سے گذر جائے۔ مُراد جسم ہے اور جسم سے اندرونی جسم مُراد ہے جو تیری ہی صُورت کا ہے۔ یہ بھی انسان ہی کی طرح ایک مخلوق ہے۔ مگر انسان تیرے نفس ہی کی حقیقت ہے۔ سُنو:

ان فی جسد ابن ادم خلقا من خلق اللہ تعالیٰ کھیئۃ الناس الناس ولیس بالناس۔

ابنِ آدم کے جسم میں ایک خلق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہیئت میں پیدا کیا ہے۔ دراصل وہ انسان نہیں ہے۔

نفس یہ ظاہری تن نہیں ہے، جس کو جسم کہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ جسم الانسان لیس نفسہ۔ (انسان کا جسم ہی اس کا نفس نہیں ہے) ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے مَیں تو جسم اور نفس میں کوئی فرق نہیں پاتا۔

مَیں نے دل میں عارفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔ یعنی عارف کا دل میرا آئینہ ہے:
وجعلت فی القلب طریق العارفین "میری دو اُنگلیوں کے درمیان عارفوں کے لئے ان کے دل میں سے مَیں نے راستہ بنایا ہے"۔ یعنی عارف کو خود اُس کے دل میں اس (خدا) نے خُود کو دکھایا ہے۔ اذا نظر فیہا تجلی ربّہ (جب اس میں دیکھو تو اس کا رب تجلی کرتا ہے) اس دل سے مُشاہدہ کرنے والا عاشق مُراد ہے۔ کیونکہ جلال وجمال کی کسوت وصورت میں وہی ہے۔ کبھی اپنے جلال کو دیکھنے والے کے ذات کے آئینہ میں دکھاتا ہے

اور کبھی جمال کی تجلی کرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ قلب المومن عرش اللہ مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور اسی طرح اللہ کا گھر اور اللہ کا آئینہ اور اللہ کا حرم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ مومنوں کے قلب میں۔ تُو نے تو اپنے نفس ہی کو نہیں پہچانا اس کے دل کو کیونکر پہچان سکتا ہے ؎

خبر از کافِ کفر خود نہ داری — حقائق ہائے ایماں راچہ دانی

اپنے کافِ کفر کی تجھ کو خبر تک نہیں — تو حقائق ہائے ایماں کو بھلا کیا جانتا

وجعلت فی الروح طریق الواقفین۔ میں نے روح میں سے اسرارِ الٰہی کے واقفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔ یعنی روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واقف ہے اس لئے تمام واقفوں کی انتہا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب تک صورتِ محمدیؐ کا لباس نہ پہنو تو حضرتِ صمدیت (خداوند کے دربار) میں نہیں جگہ نہ مل سکے گی۔ یعنی روح محمد صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے آئینہ میں دیکھو تو مجھے دیکھ سکو۔ کیونکہ احمد تو احد ہی کی صورت میں ہے اور احمد کے معنی ہی احد ہیں۔ آیہ پاک

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (القرآن)

جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ومن رانی فقد رای اللہ

اور جس نے مجھے دیکھا تو اُس نے اللہ کو دیکھا۔

یہ بات واقفین جانتے ہیں اور عارفین پہچانتے ہیں اور کھوئے ہوئے لوگ پاتے ہیں۔ میوہ کا نقش اور قالب کا نقش (جسمِ ظاہری) روح کی صورت کو کیا جانے اور اس کو کیا پہچانے ؎

تو نقشی نقشبنداں راچہ دانی — تو شکلی پیکر جاں راچہ دانی

نقش ہے تو خود نہ جانے نقشبندی کو کبھی — شکل ہے تو پیکرِ جاں کو بھلا کیا جانتا

اللہ اللہ، نہ جسم جسم کو جانتا ہے۔ نہ جان جان کو جانتی ہے کہ کیا ہے اور کون ہے ؎

نہ جاں را خود خبر است کہ جاں چیست

نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

نہ جاں کو خود خبر ہے کہ جاں کیا شے ہے نہ جسم جسم کو جانے کہ جسم کیا شے ہے

زاہد، ملکوتی کو کہتے ہیں۔ عارف، جبروتی کو کہتے ہیں اور واقف لاہوتی کو کہتے ہیں۔ مگر ہمارا مقصود تو اس جگہ ہے سُنو: وجعلت نفسي محل الاسرار (کہ میں نے اپنے نفس کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے) یعنی اپنی ذات کے مقام کو، یا میری ذات کے تخت کو بھیدوں اور اسرار کا مقام بنایا ہے۔ یعنی میرے بھیدوں کا مقام تیری روح ہے۔ تیری روح میری صُورت ہے اور تیری روح کا معنی مَیں ہی ہوں۔ جو تیری روح کی کسوت وصُورت میں ظاہر ہوا ہوں (انسان میرا بھید ہے۔ اور مَیں اس کا بھید ہوں) الانسان سری وانا سرہٗ ؎

سر لیست دریں صُورت زیبائش نہانی گر رُوے نماید بجُدائی کند اقرار

اس صُورتِ زیبا میں ہے ایک بھید چھپا سا ہو جائے وہ ظاہر تو خدا کہنے لگے تو

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم قل لاصحابك اغتنموا دعوة الفقرا فانهم عندی وانا عندهم (معناہ ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، اپنے دوستوں سے کہو کہ فقیروں کی دعا کو غنیمت جانو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں۔ اور میں ان کے نزدیک ہوں۔ (اس کے معنی صاف ہیں) البتہ فقیروں سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فقراء ہیں جن کو تم اولیا سمجھتے ہو کہ ان کی دعائیں مقبول ہیں کیونکہ وہ رب العالمین کے محبوب ہیں۔

قال:

یاغوث الاعظم انا ماوی کل شیی ومسکنه و منظره والی المصیر (معناہ ظاهر)

فرمایا:

اے غوث اعظم میں ہر چیز کا ماویٰ (جائے پناہ) ہوں۔ اس کے رہنے کی جگہ ہوں اور اس کا منظر ہوں اور ہر چیز میری طرف ہی پلٹنے والی ہے اس کے معنی ظاہر ہیں۔

Marfat.com

دیدار بلا واسطہ

نصیحت فرمائی ہے غوث پاک کو کہ ماذاغ البصر وما طغی (نہ جھپکنے والی اور نہ غلط بتانے والی آنکھ) کا مذہب اختیار کرے تاکہ مجھے دیکھے اور اس مقام پر آجائے جس کے متعلق کہا گیا ہے (آیہ شریفہ)

ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ

پھر اتنا قریب ہوا اور جھک گیا جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے کہ تو بھی انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اپنے جلال و جمال کو دیکھ کر میری ذات کا منتظر رہ۔ تاکہ مجھے بے حجاب جمال و جلال دیکھ لے۔ یہ بات بھی خاص ہے۔

Marfat.com

قال:

یا غوث الاعظم اهل الجنه مشغولون بالجنة
واهل النار مشغولون بی۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، اہلِ جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہلِ دوزخ
مجھ سے مشغول ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

دوزخیوں اور جنّتیوں کے مشغلے

اے غوث جنّتی لوگ جنّت سے مشغول ہیں اور ہوں گے یعنی حُور، محل، شہد، دُودھ وغیرہ میں مشغول ہیں اور اہلِ دوزخ مجھے یاد کرتے ہیں۔ دُشواری، تکالیف اور فراقِ بہشت کی وجہ سے۔ اس مشغولی کا مطلب "یاد کرنا" ہے واضح ہوگا کہ اس جگہ بہشتی کون ہے۔ وہ جو خدائے عزّوجل کے پرتَو کا عکس خوُد میں دیکھے۔ اس سے مشغول ہو۔ اور اس کا ہم رنگ ہو کر سمجھتا ہے کہ مَیں بالکُل سب معشوق ہوگیا ہوں۔ لیکن وہ جو اپنے معشوق کی صُورت سے مشغُول ہو تو (ابھی اس سے) معشوق بہت دُور ہے۔ مجنوں بھی اگرچہ کہتا تھا کہ مَیں لیلیٰ ہوں مگر لیلیٰ دُور رہی تھی۔ دوزخی اور قیدی کون ہے؟ وہ جو بغیر اپنے پردہ کے اس کو دیکھتا ہے اور یگانگت کے لئے محُتاج ہے۔ وہ سوز و نیاز، عجز و انکساری اور نیازمندی ہے۔ 'فقر کو فخر' سمجھ کر اس کو اپنا امام بنایا ہے۔ اسی خُدائے تعالیٰ سے مشغول ہے۔ یہ نیازمیں، وہ نازمیں، یہ افتقار (یعنی مانگنے) میں، وہ استغنا۔ (یعنی بے پروائی میں)، یہ ذلت کی زمین میں، وہ بڑائی کے آسمان میں، دن رات میں ستّر مرتبہ اپنی جان اس کے لئے دیتا ہے۔ بلکہ ہر وقت جاں گداز رہتا ہے یا گُھٹا رہتا ہے اور وہ نازنین نازہی میں رہتا ہے ؎

مرا در ہر زمانے جاں گدازے　　　ہنوز آں نازنین در ناز نازے

جاں گدازی میری قسمت ہر گھڑی　　　ناز د بازی میں ہے اب تک نازنیں

یہ لوگ خُدا کے ساتھ مشغول ہیں۔ اگرچہ فراق کے قید خانہ اور اشتیاق کی آگ میں ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اهل الجنة تیعوذون من النعیم کاھل النار تیعوذون من الجحیم یاغوث الاعظم من شغل بسوائی کان بصاحبه فی النار یوم القیامه

فرمایا:

اے غوثِ اعظم جنّتی جنّت سے پناہ مانگتے ہیں جس طرح دوزخی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے غوث جو میرے سوا کسی اور سے مشغول ہوگا وہ قیامت کے دن اپنے اس ساتھی کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔

اس کے معنی ظاہر ہیں۔

"سوی" تیری روح ہے یا اس کے پرتو کا عکس ہے۔ پس قیامت کے دن آگ والے کو بھی اتحاد اور وصال سے علیحدگی رہے گی۔ اس قیامت سے مُراد موت ہے۔ من مات فقد قامت قیامته (جو مرگیا اُس کے لئے قیامت آگئی)۔

قال:

یاغوث الاعظم اهل القرب یستغیثون من القرب کاهل البعد یستغیثون من البعد۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، اہلِ قُرب قربت سے بھی فریاد کرتے ہیں جس طرح اہلِ بُعد (دُوری والے) دُوری سے فریاد کرتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

اہلِ قرب اور اہلِ بُعد کی فریاد

جس طرح اوپر کہا گیا ہے اہلِ قُرب وہ ہے جو میرے پرتَو کا ہمرنگ ہو گیا ہے وہ شخص جو اس پرتُو کا عکس رکھتا ہے اس سے فریاد چاہتا ہے تاکہ بلا حجاب مجھ سے وصال ہو جائے۔ اسی طرح دُوری والے جب مجھ سے مل جانے کی کوئی تدبیر نہیں پاتے تو وہ قالب اور دُنیا کے قید خانے سے فریاد چاہتے ہیں، تاکہ اتّحاد و وصل کی جنّت میں آجائیں ما فی الجنة احد الا اللہ ۔ کیونکہ جنّت میں بجزُ خدا کے اور کوئی نہیں۔ یہ خاص لوگوں کی جنت ہے جن کو تم عُشّاق کہتے ہو۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم ما بعد عنّی احد عن المعاصی وماقرب منی احد من الطاعات

(معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، کوئی شخص گناہ کی وجہ سے مجھ سے دُور نہیں ہوتا.
اور نہ کوئی شخص طاعت کی وجہ سے مجھ سے قریب ہوتا ہے۔

(اس کے معنی ظاہر ہیں)

Marfat.com

Marfat.com

گناہگار کیلئے دوری اور اطاعت گزار کےلئے قربت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ میری عنایت سے ہے۔ نہ نیک عمل کرنے سے میرے نزدیک آسکتا ہے اور نہ گناہ کرنے سے مجھ سے دُور جا پڑتا ہے۔ یعنی طاعت کرنے سے اس کو مَیں جنت میں پہنچاتا ہوں۔ نعمت پاتا ہے مگر نعمت دینے والا کہاں ہے۔ اس طرح گناہ کرنے سے مَیں اس کو دوزخ میں ڈالتا ہوں مگر مجھ سے دُور تو نہیں ہوتا۔ اس کے کردار کے بدلہ میں اس کو میں جلاتا بھی ہوں اور جلاتا بھی ہوں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

نیکی اور برائی سے باز رہنے کی طاقت اور قوت سوا خدا کے کسی اور کو نہیں

نزدیک کون ہوتا ہے کس لئے ہوتا ہے اور دُور کس سے جا پڑتا ہے اور کس لئے، اور کون دُور کرتا ہے۔ ایک ایک میں ہو کر سب کچھ ایک ہی ہے یہ تم معلوم کرلوگے۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم لو قرب منی احد کان اهل المعاصی لانهم اصحاب العجز والندم قال یاغوث الاعظم العجز منبع الانوار والعجب منبع الظلمات (معناه ظاهر)

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، مجھ سے اگر کوئی قریب ہے تو وہ گناہ گار ہے کیونکہ وہ عاجزی اور ندامت والا ہے۔ فرمایا کہ اے غوثِ اعظم عاجزی انوار کا سرچشمہ ہے اور خود پسندی تاریکیوں کا۔ اس کے معنی صاف ہیں۔ (اس گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس کو میں بیان کروں گا)۔

قال:

یاغوث الاعظم بشر المذنبین بالفضل والکرم وبشر المعجبین بالعدل والنقم۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، گنہگاروں کو فضل اور مہربانی کی خوشخبری دو اور مغروروں کو انصاف اور بدلہ کی۔

Marfat.com

Marfat.com

گناہگار پر فضل اور مغرور کے ساتھ انصاف

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے گناہگاروں کو خوشخبری دو
جو گناہگار مومنین ہیں، میرے فضل کی. بموجب :

ھی امۃ مذنبۃ وانا رب غفور

وہ گناہگار اُمت ہے، مَیں معاف کرنے والا ہوں۔

اور خود پسندوں کو خوشخبری دو یعنی کافر کو میرے انصاف اور میرے انتقام
و بدلہ کی، بموجب آیۃ شریفہ :

ویل یومئذ للمکذبین ط (وکذلک) ھذہ جھنم
التی کنتم توعدون ط اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون

اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ویل ہے اور افسوس۔ (اور اسی طرح
یہ آیۂ شریفہ) یہ وُہی جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، آج اس
میں گر جاؤ کیونکہ تم کفر کرتے تھے۔

لیکن مقصود یہی جگہ ہے۔ کہتا ہوں سُنو۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اھل الطاعات یذکرون النعیم واھل العصیان یذکرون الرحیم قال یاغوث الاعظم انا اقرب الی العاصی بعد ما فرغ عن المعاصی وانا بعید عن المطیع بعد ما فرغ عن الطاعات ۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، اہلِ طاعت جنّت کا ذکر کرتے ہیں اور اہلِ گناہ رحمت والے کا ذکر کرتے ہیں. فرمایا اے غوثِ اعظم میں گناہگار کے قریب ہوں جبکہ وہ گناہ سے فارغ ہوتا ہے اور میں اطاعت گذار سے دور ہوں، جبکہ وہ اطاعت سے فارغ ہوتا ہے۔ (یہ ظاہر ہے)

Marfat.com

Marfat.com

گناہگار سے قربت اور اطاعت گذار سے دوری

اے غوث، میں گناہگاروں سے قریب ہوں یعنی اپنے عاشقوں سے۔ عشقِ خدا سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ بندہ خدا پر عاشق ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹا عشق ہے مگر ایسے گناہگاروں کے لئے خُداوندِ قُدّوس قریب ہے۔ وہ گناہ سے فارغ ہو کر یعنی عشق کو پُورا کر کے مجھ کو آئینہ کی طرح یگانگت کے طور پر دیکھتے ہیں اور میری دید سے فارغ ہو کر کہتے ہیں: ع

چُوں ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

جب کہ سب معشوق ہے تو کون عاشق ہے بھلا

آں شد کہ بدیدار تو می بودم شاد ‎ ‎ ‎ ‎ ازعشق تو پروائے خودم نیست کنوں

یہ ہو چکا دیدار سے تیرے میں ہوا شاد ‎ ‎ ‎ ‎ اب عشق سے تیرے مجھے پروا نہیں اپنی

اس حال میں ایسے گناہگار سے قریب ہوں۔ ان کا ظاہر وُہی ہے جو ابرار یا نیک لوگ کرتے ہیں۔ جس کو اگر مقرب کرے تو گناہ ہو جائے۔

حسنات الابرار سیئات المقربین ؎

(بقول) نیکوں کی نیکیاں مُقربین کے لئے بُرائیاں ہیں۔ مُقرب سے مراد سوائے عاشق کے نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیشہ اس کو دیکھتا ہے۔ بلکہ قریب اور ہمرنگ ہو جاتا ہے۔

اے غوث، میں اطاعت گذاروں سے دُور ہوں۔ جبکہ وہ اطاعت سے فارغ ہو جائیں۔ یعنی جب فرمانبرداری کر چکتے ہیں۔ مُوت اور دوسرے مُقابلوں سے فراغت پا کر ان کو جنت الماویٰ اور فردوسِ نعیم میں بھیجا جاتا ہے وہ ان نعمتوں سے، حُور و محلات سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ پھر میں کہاں اور وہ کہاں۔ الجنۃ سجن العارفین (جنت تو عارفین کا قید خانہ ہے) اگرچہ میں لامکاں اور پردۂ نُورانی

سے اپنے جمال اور عظمت و کبریائی کو دکھاتا ہوں۔

اس کے دوسرے معنی، مَیں گناہگاروں سے قریب ہوں یعنی جو وصال اور یکتائی کے بعد اگر عبودیت یا بندہ پن کو زیادہ سمجھے تو یہ بڑا گناہ ہے۔ بموجب فرمان سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میرے اور تیرے درمیان بجز اس کے کوئی پردہ نہیں کہ مَیں نے عبودیت اور بندہ پن کو اختیار کیا۔ بات یہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان گناہگاروں کے قریب ہے۔ کیونکہ گناہ خود ایک کنجی ہے۔

اس کے تیسرے معنی۔ جب کہ معشوق کی فرمانبرداری عاشق نہ کرے تو وہ گناہ ہے۔ یعنی خدا عاشق ہے۔ اور اولیاء گناہگارانِ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معشوق ہیں۔ یہ گناہ ایک ایسا کرشمہ اور ناز ہے جس کو عاشق لوگ جانتے ہیں۔ یہ اولیاء جو معشوقیت کے مقام میں آئے ہیں اور تھے، وہ بوجہ صفت اور یک ذات ہونے سے بالکل وہی (ہو چکے) ہیں۔ اس مقام پر ان کو عاشق کہا جاتا ہے۔

تم نے نہیں سُنا کہ اس سرفراز عاشق نے ناز کے ساتھ اپنے ہمراز گیسو دراز جعفرِ ثانی محمد حُسینی سے اس معاملہ میں بتایا کہ عاشق و معشوق اور مُحب و محبوب کے درمیان ایک حالت ہوتی ہے جس کے سبب معشوق و محبوب وصل کی جستجو کرتا ہے۔ عاشق ناز اور کرشمہ کرتا ہے۔ بلکہ اعراض و اغماض کرتا ہے۔ ع

ہجراں خواہم صنما وصل نخواہم
ترا ہجر چاہوں نہ چاہوں وصال

اس کے چوتھے معنی انا اقرب الی العاصی (مَیں گناہگار سے قریب ہوں) جس طرح زلیخا کہتی تھی کہ اگرچہ یوسف میرا حکم نہیں مانتے۔ پھر بھی مَیں یوسف کے بالکل نزدیک ہوں۔ کیونکہ میں عاشق ہوں اور وہ معشوق۔ اس لئے معشوق عاشق کی بندشوں میں نہیں آتا۔ زلیخا کی کئی لونڈیاں تھیں۔ مگر یوسفؑ کی خدمت وہ خود کرتی تھی۔

Marfat.com

عشق کی وجہ سے۔ اسی طرح محمودؒ غزنوی کے کئی غلام تھے مگر وہ جب ایاز پر فدا ہوا تو خود ایاز کا غلام ہوگیا۔ اے دوست، عشق نے اس کو غلامانہ صفت دی۔ ورنہ محمودؒ تو دراصل غلام نہ تھا۔ یہ عشق کا بھید ہے۔ ایاز نے کہا کہ کوئی خوبی مجھ میں ایسی نہ تھی کہ مجھے تخت پر بٹھائے۔ اس وقت خود تخت کے نیچے بیٹھتا اور کہتا تھا کہ اے وہ شخص کہ میرے ذات کے عشق نے تجھ سے مراد پائی اور اے وہ شخص کہ میرے وجود نے تیرے وجود سے زیبائی پائی یعنی میں تجھ سے اور تو مجھ سے ہے۔ اے دوست ایاز کی طرح محمود کو اور یوسفؑ کی طرح زلیخا کو اور دوست کی طرح دوست کو جان۔ فرمایا رب نے:

لولاک لما خلقت الافلاک، لولاك لما خلقت الكونين
لولاك لما اظهرت الربوبية وكذلك انا انت
وانت انا وكذلك كلهم يطلبون رضائى وانا اطلب
رضاك يا محمد وكذلك افديت ملكى عليك يا محمد۔

اگر میں تم کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ کونین کو پیدا نہ کرتا۔ ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اس لئے کہ میں تم اور تم میں ہوں۔ چنانچہ یہ سب میری رضامندی ڈھونڈتے ہیں اور اے محمدؐ میں تمہاری رضا چاہتا ہوں اس لئے اے محمدؐ میں نے اپنی املاک تم پر فدا کر دی۔

اس کے پانچویں معنی، ان الله قريب الى العبد ہیں۔ گناہ احمد سے مراد عشق احمد ہے۔

انا بعيد عن المطيع اذا فرغ من الطاعات۔ "میں اطاعت گذار سے دور ہوں جبکہ وہ اطاعت سے فارغ ہوجائے"۔ اس گناہگار سے مراد احمد مرسلؐ ہیں اور اطاعت گذار سے ابلیس مراد ہے۔ کیونکہ جواں مرد تو یہی دو ہیں۔ باقی کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح منصور مغفور نے فرمایا: "کسی نے جوانمردی کی تکمیل نہیں کی۔ بجز محمد مصطفےٰ

Marfat.com

احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بجز ابلیس لعنتُ اللہ علیہ کے"۔ جس طرح بظاہر یں اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ خدا نے اس سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کر لیکن باطن میں جس طرح کہ یوسف کا معاملہ ہوا کہ نافرمانی کی۔ فرمایا کہ تو اس کو سجدہ نہ کر جس کو میں نے مٹی سے پیدا کیا۔ ولا تسجد لغیری اور نہ میرے غیر کو سجدہ کر۔ بیچارے نے اس حکم کے آگے سر جھکایا تو اس پر قہر و ملامت کی مار ہوئی۔ اس بیچارہ کو یہ تعجب ہوا کہ اس (خدا) نے جو کچھ کہا میں نے کیا، پھر مجھے کیوں رانده اور نکال دیا گیا۔ اس زیادتی کو تو دیکھو جو مجھ غریب پر کی گئی۔ خود ہی کہتا ہے، خود ہی راندتا یا نکال دیتا ہے۔ علماءِ زمانہ کیا جانیں ؎

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم خلقت العوام فلم یطیقوا انوار ربهم فجعلت بینی وبینهم حجاب ظلمة وخلقت الخواص فلم یطیقوا مجاورتی فجعلت الانوار بینی وبینهم حجابا۔ (معناہ ظاہر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، میں نے عوام کو پیدا کیا۔ وہ انوارِ رب (کو برداشت کرنے) کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے ان کے اور اپنے درمیان اندھیرے کا پردہ قائم کر دیا۔ میں نے خواص کو پیدا کیا وہ میری قُربت (برداشت کرنے) کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے میں نے اپنے اور ان کے درمیان روشنیوں یا انوار کا پردہ قائم کر دیا۔ (اس کے معنی ظاہر ہیں)۔

Marfat.com

عوام اور خواص کیلئے اندھیرے اور روشنی کے پردے

مَیں نے عوام کو پیدا کیا وہ میرے نُورِ زیبا کے متحمل نہ تھے اس لئے مَیں نے اِن کے اور اَپنے درمیان تاریکی کے پردے بنا دیے یعنی

الاخلاق الذمیمة بین العام وبین اللہ حجاب

بُرے اخلاق اللہ اور عوام کے درمیان پردہ ہیں ۔

بُرائیوں کے شغل میں اتنے ڈوبے رہتے ہیں کہ سَر باہر نہیں نکال سکتے تاکہ پردۂ نُورانی تک پہنچیں یعنی اَچھے اخلاق تک ۔ مَیں نے خواص کو پیدا کیا ، وہ میرے قُرب کے متحمل نہ ہوئے تو مَیں نے روشنی کو اَپنے اور اُن کے بیچ پردہ بنا دیا ۔ اَے دوست اگر عوام اور خواص کا فرق بیان کروں اور لکھوں تو دفتر چاہیئے ۔ پھر بھی ایک بات سُن لو :

”عوام اہلِ شریعت ہیں تو خواص اہلِ طریقت ، عوام اہلِ طریقت ہیں تو خواص اہلِ حقیقت ، عوام اہلِ حقیقت ہیں تو خواص اہلِ معرفت ، لیکن ہمارا مقصُود تو اِس سے بھی اُونچا ہے ۔ کہ عوام عاشق ہیں اور خواص وہ ہیں جو معشوق کے مقام پر ہیں ۔ کیونکہ ہر کوئی اسی کو دیکھ کر عاشق و شیدا ہو جاتا ہے اگرچہ نہیں جانتا ؎

میل خلق جملہ عالم تا ابد — گر شناسندت و گرنہ سوئے تست
جز ترا چوں دوست نتواں داشتن — دوستی دیگراں بر بوئے تست

سب عالم کا میلان روزِ ابد تک — جو جانو تو تیری طرف ہو رہا ہے
سوا تیرے کیا دوستی ہو کسی سے — تیری بُو پہ ان سے شغف ہو رہا ہے

اینما تولوا فثم وجہ اللہ ۔ (تم جس طرف بھی پلٹ جاؤ وہاں اللہ کی ذات ہے) ۔
جس کسی سے بھی دوستی کرو حقیقت میں اسی (خدا) سے دوستی ہو گی اور جو کچھ اس کی

Marfat.com

طرف پلٹے گا اُس کی طرف لایا جائے گا۔ معشوق کے مقام کو اولیاء جانتے ہیں۔ ان میں سے ایک سیّدنا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو معشوقیت کا مقام رکھتے تھے۔ اور اب بے شک یقیناً اِن غوثؓ کو خُدا معشوقیت کے مقام سے مجرد عشق کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہے۔ جس کے لئے یہ نصیحت کرتا ہے۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم قل لاصحابك من اراد منكم ان یصل الی علیه الخروج من کل شئ سوای۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، اپنے دوستوں سے کہدو کہ تم میں سے جو کوئی مجھ سے مل جانا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ میرے سوا ہر چیز سے نکل جائے

Marfat.com

Marfat.com

غیر اللہ سے نکل کر خدا کا وصال

اے غوث کہدو اپنے دوستوں سے ، یعنی تمہارے دل ، تمہاری روح ، تمہارے بھید سے کہدو کہ اگر مجھ سے واصل ہوجانا چاہو تو تمہیں چاہیے کہ جو تمہارے اعضا میرے غیر ہیں اور میری صورت کے مغائر (کچھ اور) ہیں تو ان سے باہر نکل آؤ کیونکہ یہ مقید ہیں اور میں مطلق ہوں۔ شکل و صورت کی بندش میں ایک ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لئے مجرد عشق کے مقام پر لانے کے لئے فرماتا ہے کہ اپنے سے اور اپنے اخلاق سے باہر آجاؤ تاکہ مجھ تک پہنچ جاؤ۔ بقول دع نفسك فتعال۔ (اپنے نفس کو چھوڑ اور میرے پاس آجا)۔ یعنی جسم کے پنجرے سے باہر آ تو مجھ تک پہنچ جائے۔ شاید غوث رضؓ کو فنا کے مقام سے بقا کے مقام میں لانا چاہتا ہے اس لئے یہ نصیحت کرتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اخرج عن عقبة الدنیا تصل الی الاخرة واخرج عن عقبة الاخرہ تصل الی ۔ یاغوث الاعظم اخرج عن القلوب والارواح ثم اخرج عن الامر والحکم تصل الیٰ ۔

فرمایا:

اے غوث اعظم، دنیا کی گھاٹی سے نکل جاؤ تاکہ آخرت سے مل جاؤ اور آخرت کی گھاٹی سے نکل جاؤ تاکہ مجھ سے مل جاؤ۔ اے غوث اعظم، دلوں سے اور ارواح سے باہر نکل آؤ پھر امر اور حکم سے بھی باہر نکل آؤ۔ تاکہ مجھ سے مل لو۔ اس کے معنی ظاہر ہیں

Marfat.com

دلوں اور ارواح سے نکل کر خدا کا وصال

ناسوت، ملکوت وجبروت، بہشت و دوزخ اور کفر و اسلام سے باہر ہو جاؤ۔ یعنی جو کوئی نام خدا کے سوا (کچھ اور) ہے اس سے باہر آجاؤ۔ یعنی سب سے آنکھیں بند کر لو: مازاغ البصر وما طغی اور نہ جھپکنے والی، نہ غلط بتانے والی آنکھ کا مذہب اختیار کرو، میرے لئے۔ یعنی میرے ہم رنگ ہو جاؤ۔ تخلقوا باخلاقی میرے اخلاق اپنے میں سمو لو۔ اور میرے اوصاف سے متصف ہو جاؤ۔ اس کے بعد کیا ہوگا، معلوم ہو جائے گا۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھے قدس کی جنت میں داخل کیا اور اپنے ذات سے مجھ سے مخاطب ہوا اور مجھ پر اپنے صفات ظاہر کر دیے۔

ما فعل اللہ بک؟ قال ادخلنی ربی جنۃ القدس
یخاطبنی بذاتہ ویکاشفنی بصفاتہ۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم ان لی عبادا سوی الانبیاء والمرسلین لا یطلع علی احوالهم احد من اهل الدنیا ولا احد من اهل الاخرة ولا احد من اهل الجنة ولا احد من اهل النار ولا ملك مقرب ولا نبی مرسل ولا رضوان وما خلقتهم للجنة ولا للنار ولا للثواب ولا للعقاب ولا للحور ولا للقصور فطوبی لمن امن بهم وان لم یعرفهم یاغوث الاعظم انت منهم وهم اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء ومن علاماتهم فی الدنیا اجسامهم محترقة من قلة الطعام والشراب ونفوسهم محترقة عن اللحظات وهم اصحاب البقاء المحترقون بنور البقاء۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم، انبیاء و مُرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے علاوہ میرے (بعض) بندے ایسے ہیں کہ اِن کے احوال سے کوئی واقف نہیں۔ خواہ کوئی اہلِ دُنیا ہو یا اہلِ آخرۃ - اہلِ جنّت ہو یا اہلِ دوزخ۔ مُقرّب فرشتہ ہو یا نبیِ مرسل یا رضوان۔ وہ ایسے بندے ہیں جن کو نہ تو جنت و دوزخ کے لئے پیدا کیا گیا نہ ثواب و عذاب کی خاطر اور نہ حُور و قصور کی خاطر پیدا کیا گیا۔ پس خوشی ہے ان کے لئے جو ایمان لائیں اُن پر۔ اگرچہ وہ پہچانتے نہیں۔ اے غوثِ اعظم

Marfat.com

تُم اُن ہی میں سے ہو۔ اور وہ اصحاب بقا ہیں جو نُورِ بقا سے جل رہے ہیں۔ دُنیا میں اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے جسم کم کھانے، کم پینے کی وجہ سے جلتے ہیں۔ ان کے نفس شہوانیات (کے پرہیز) سے جلتے ہیں اور ان کے دل خطرات سے احتراز سے جلتے ہیں ان کے اَرواح لحظات سے جلتی ہیں۔ وہ اصحاب بقا ہیں۔ جو بقا کے نُور سے جلتے ہیں۔

Marfat.com

اصحابِ بقا اور دیدارِ نور

اِن کی تعریف خود بیان کرتا ہے اس کے سوا اُن کو کوئی نہیں جانتا ہم اُن کی تعریف کرنے سے اور اُن کی پہچان سے قاصِر و عاجز ہیں ان کے دیدار کے لئے ہم مشتاق ہیں۔ وہ خدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں جیسے ؎

با دوست یکے اند چو جاں در تن مردم
گر نیک بہ بینی بحقیقت تو ہمانند

دوست سے ایسے ملے ہیں جیسے تن میں جان ہے
غور سے دیکھو تو جانو فی الحقیقت ہیں وہی

یہ لوگ اللہ کے ناموں اور صفات سے ظاہر ہیں۔ اِن کا نشانی خود اسی نے بتلا دی ہے میں اس سے بڑھ کر کیا کہوں۔ عالم زیر وزبر (نیچے اُوپر) ہو جائے گا

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اذا جآءك العطشان فی یوم شدید الحروانت صاحب الماء البارد ولیس لك حاجة الماء فلوکنت تمنعه فانت ابخل الابخلین فکیف امنعهم رحمتی وانا شهدت علی نفسی بانی ارحم الراحمین ـ

فرمایا:

اے غوث اعظم جب تمہارے پاس پیاسے لوگ آئیں ایسے دن کہ شدید گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو۔ اور تم کو پانی کی ضرورت نہ ہو تو اگر تم نے (یہ پانی دینے سے) انکار کیا تو تم سب بخیلوں سے بڑھ کر بخیل ہو گے۔ لہٰذا ان کو میں اپنی رحمت سے کس طرح باز رکھوں گا درحالیکہ میں نے اپنی نسبت گواہی دی ہے کہ میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

Marfat.com

Marfat.com

ٹھنڈے پانی کے پیاسے

اِس سے میرا جو مقصود ہے، کہتا ہوں، گوشِ جان سے سُنو۔ حکم دیتا ہے غوث کو کہ جب تمہارے پاس میرے دیدار کے پیاسے آئیں وہ جنہوں نے روح کو میری دید کے لئے پیاسا بنا رکھا ہے۔ یعنی اَنوارِ جلال و جمال اور کشفِ غیب سے اپنی رُوح کی آنکھ بند کر رکھی ہو۔ وہ جنہوں نے میرا مُراقبہ کیا ہو اور میرے لِقا یا ملنے کے منتظر ہوں اور وہ جو فُرقت کے قیدخانہ میں ہوں مگر مجھ سے نہ مل سکتے ہوں بلکہ انتہائی پیاس کی وجہ سے تمہارے پاس وصل کی شراب پینے آئے ہوں کیونکہ تم ٹھنڈے پانی والے ہو۔ (تو اُن کی مقصد براری کرو) ٹھنڈے پانی سے مُراد کلامُ اللہ کی شرابِ والا آبِ حیات ہے۔ بلکہ لقائے خُداوندی کا جمال مُراد ہے۔ اے غوثِ اعظم ہم نے تمہیں ایسا بنایا ہے کہ آنکھ جھپکنے میں طالب کو مجھ تک پہنچا سکتے ہو تو میرے طالبوں کو واصلِ حق کر دو۔ اور حضرتِ داؤد علیہ السلام کی طرح بنو۔ بقول:

یاداؤداذارایت لی طالبا فکن لہ خادمہ

اے داؤد جب تم میرے طالب کو دیکھو تو اس کے خادم بن جاؤ

تم کو اگرچہ وصل کی حاجت نہیں کیونکہ فراق و وصال (کی منزل) سے تم بالاتر ہو اور تمہارا معاملہ اِتنا بلند ہو چکا ہے کہ میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پس اگر تم نے طالب کو میری طلب سے منع کیا، یعنی اس کو شراب نہ پلائی تو تم سب سے بڑھ کر بخیل ہو جاؤ گے تم میں جو کچھ ہے وہ طالبوں کو بتاؤ۔ جس طرح کہ اِس عاشقِ سرفراز، با ناز بے انباز بے نیاز، ہمراز گیسو دراز کو فرمایا ع

درچشمِ مَن درآید و در دو در نگرید

Marfat.com

آجا میری آنکھوں میں اور اس میں ذرا دیکھ

تم بھی ان پر توجّہ ڈالو۔ تاکہ وہ تمہارے ہمرنگ ہو جائیں اور اس چیز سے جو تم میں ہے۔
عاشقوں کے حق میں فرمایا کیف امنعھم رحمتی (میری رحمت سے کیونکر منع
کروں)۔ عاشقوں کو میرا جمال دیکھنے سے کیوں روکوں۔

شھدت علی نفسی بانی ارحم الراحمین

درحالیکہ مَیں نے گواہی دی اپنے نفس پر کہ مَیں ارحم الراحمین ہوں

اس بات کی گواہی کہ مَیں رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔
رحم کرنے والوں سے مُراد اولیاء اللہ ہیں یعنی میرے اَولیاء میری رحمت کی صفت سے
مُتّصف ہیں۔ میری نعمت کو، میری خلعت کو، بلکہ میرے معنیٰ کو، اپنی جان میں
سمو لیتے ہیں۔ مَیں ان سب سے بڑھ کر رحم والا ہوں۔ یعنی وہ جو کچھ کرتے ہیں میرے
طفیل سے کرتے ہیں۔ اور جو کچھ مَیں کرتا ہوں، مَیں کرتا ہوں۔ مُرید اپنے پیر کی رُوح سے
ایک نصیب یا حصّہ پاتے ہیں اور میرے عاشق میری ذات میں سے نصیب و حصہ پاتے
ہیں۔ وہ کہاں اور مَیں کہاں۔ لپنے آپ سے اپنے لئے ہوں۔ وہ میرے لئے مجھ تک
پہنچے ہوئے ہیں۔ کیونکہ مَیں ارحم الراحمین ہوں۔ آیۂ شریف :

سنریھم ایاتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتی یتبین
لھم انہ الحق ط الآ انھم فی مریۃ من لقاء ربھم

ہم ان کو قریب میں اپنی نشانیاں بتاتے ہیں جو آفاق میں ہیں اور اُن کے
نفسوں میں ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر حقیقت و حق ظاہر ہو جائے۔ آگاہ رہو
یقیناً وہ لپنے رب کی مُلاقات میں شبہ رکھتے ہیں۔ ؎

یک ذرّہ عنایت تو اے بندہ نواز — بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز
ہزار سال کے ذکر و نماز سے بہتر — تری نگہ کا کرشمہ ہے میرے بندہ نواز

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اهل المعاصی محجوبون بالمعاصی واهل الطاعات بالطاعات ولی وراءهم قوم اخرون لیس لهم غم المعاصی ولاهم الطاعات۔

فرمایا:

اے غوثِ اعظم گنہگار اپنے گناہ کے باعث محجوب ہیں اور اطاعت گزار اپنی اطاعت سے حجاب میں ہیں۔ اور میرا ایک اور گروہ ہے جو ان سے اُوپر ہے جن کو نہ گناہ کا غم ہے نہ طاعت کی فکر۔

پس اے غوثِ اعظم اس سے ملنے کے لئے پُوچھتے ہیں کہ کس طریقہ سے مَیں تجھ سے مل سکتا ہوں۔ کونسا ملنا بہتر ہے اور تیری طرف زیادہ نزدیک ہے۔

فقلت:

یاربی ای الصلوة اقرب الیك؟ قال الصلوة التی لیس فیها سوای والمصلی غائب عنها۔

مَیں نے کہا:

اے رب کونسی نماز تجھ سے قریب تر ہے۔ جواب ارشاد فرمایا کہ وہ نماز جس میں سوائے میرے اور (کوئی غیر) نہ ہو اور نماز پڑھنے والا اس نماز سے غائب ہو۔

Marfat.com

قُربت کی نماز اور بہتر روزہ

فرماتا ہے کہ وصال اس کو کہتے ہیں کہ اس میں بجز میرے اور کوئی نہ ہو یعنی عاشق و معشوق کے درمیان وصال میں نہ بہشت ہے نہ دوزخ ۔ یعنی نہ پردۂ جمال ہوگا نہ پردۂ جلال ۔ نہ معشوق کی صورت کا پردہ نہ عاشق کی صُورت کا پردہ ۔ سب کچھ عشق ہی ہوگا ۔

العشق هو الذات فلا يكون مع الله غير الله ولا يرى الله
الا الله ولا سواه ۔

عشق تو اسی کی ذات ہے ۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوتا
اور اللہ نہیں دیکھتا سوا اللہ کے اور نہیں دیکھتا اپنے غیر کو ۔

وہ مقام یہاں حاصل ہوتا ہے ۔

ثم قلت اى صوم افضل عندك ؟

پھر مَیں نے پُوچھا کہ کون سا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے ؟

یعنی اس مذکُورہ وصال کے لئے مُراقبہ چاہیے یعنی تیرے نزدیک کونسا انتظار بہتر ہے ۔ تم نے نہیں سُنا :

الصوم الغيبة عن روية ما دون الله لروية الله

روزہ کہتے ہیں اللہ کی رویت کے لئے غیر اللہ کی رویت سے
غائب ہو جانا ۔

یہ بھی ظاہر ہے روزہ رکھو اس کی رویت کے لئے ۔ صوم رویت کے مُتعلق پُوچھا جاتا ہے کہ " تیری دید کے لئے جو روزہ رکھتے ہیں وہ کون ہیں " ؟ تاکہ مَیں تیری ذات سے

Marfat.com

افطار کروں۔ بقول (اس کی رویت سے افطار کرو) صوموا بروية وافطروا بروية (اس کی رویت سے روزہ رکھو اور اس کی رویت سے افطار کرو)۔ یہ قول عارفوں کے حق میں ہے۔ جواب ارشاد فرمایا:

قال الصوم الذی لیس فیہ سوای والصائم غائب فیہ

روزہ وہ ہے جس میں میرے سوا (اور کوئی) نہ ہو اور روزہ دار اس میں غائب ہو جائے۔

"اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا، روزہ اُسے کہتے ہیں کہ اس میں سوا میرے یا میرے پرتو کے عکس کے (اور کچھ) نہ ہو اور روزہ دار یعنی عاشق میرے عشق کے ظہور میں غائب ہو جائے۔ یعنی میری ذات کے ظہور میں۔ جاء الحق وزھق الباطل۔ (حق آگیا اور باطل چلا گیا) کے معنی ہیں جاء العشق وزھق صورۃ المعشوق والعاشق۔ عشق آگیا اور معشوق وعاشق کی صورت غائب ہوگئی۔ کیونکہ المعشوق ھو الصفات والعاشق ھو الاسماء۔ معشوق اس کی صفات ہیں اور عاشق اس کے اسماء ہیں۔ اور مجرد عشق کا مقام اسماء وصفات کے عالم سے اونچا ہے۔ جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ فراق اور وصال کے حال میں نہیں سماتا ؎

تعالی العشق عن فھم الرجال　　وعن وصف فراق الوصال

سمجھ سے آدمی کے عشق تو کچھ اور اونچا ہے　　فراق و وصل کے درجے سے بالا اسکی منزل ہے

Marfat.com

ثم قلت :

یارب ای عمل افضل عندك قال الاعمال التی لیس فیہا غیری و سوای من الجنة والنار و صاحبہا غائب عنہا ۔

پھر میں نے کہا :

اے رب کونسا عمل تیرے نزدیک بہتر ہے ۔ فرمایا کہ وہ اعمال جن میں میرا غیر نہ ہو اور میرے سوا دوزخ و جنت کچھ نہ ہو اور اس عمل کا کرنے والا اس عمل سے غائب ہو یا بے خبر ہو ۔

اس سے نیک عمل مراد ہے ۔ نیک عمل یہ ہے کہ اس کے لئے اپنی جان اور ہستی سے بھی اُٹھ جائے اور ہر روز بشری اخلاق کو بدل دے بلکہ اپنے آپ سے پرہیز کرے ۔

سرباز دریں راہ اگر طالب اوی | در کوئے خرابات نگنجد سر و دستار
اس کا طالب ہے تو اس کی راہ میں سر کو کٹا | میکدہ میں کس طرح دستار و سر کا ہو گذر

ثم قلت :

یارب ای البکاء افضل عندك قال بکاء الضاحکین

پھر میں نے کہا :

اے رب تیرے پاس کونسا گریہ افضل ہے ۔ فرمایا کہ ہنسنے والوں کا رونا ۔

Marfat.com

Marfat.com

رونا

انبیا علیہم السلام کا رونا، خصوصاً حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو مومنین کی ماں ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الحزن والبکا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حزن وبکاء، رونے اور غم میں رہتے تھے۔

اولیاء کا رونا بھی اس کے نزدیک افضل ہے۔ کیا تم نے یہ بات نہیں سنی :

"اُن کے دل ایسا روتے ہیں کہ آسمان وزمین والے اس کو سنتے ہیں"۔

رونے کے بعد وہ صحیح حال میں آجاتے ہیں۔ وہ بھی اس کے نزدیک افضل ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ثم قلت:

يارب اى ضحك افضل عندك؟ قال ضحك الباكين۔

پس میں نے پوچھا:

اے میرے پروردگار تیرے نزدیک کونسی ہنسی بہتر ہے؟ فرمایا کہ رونے والوں کی ہنسی۔

Marfat.com

Marfat.com

ہنسنا

فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے فقیر جب خوف سے روتے ہیں اور اس کے اجر یا جزا میں میرا جمال و کمال دیکھتے ہیں کہ جس کے پردہ میں نہ حُور ہے نہ محلات، نہ شہد ہے نہ دودھ، مگر تجلی ربہ ضاحکا (اُن کے رب کی ہنستی ہوئی تجلی) تو اُس کی تجلی اور اس کی ہنسی سے ہنستے ہیں۔ ان کا یہ ہنسا عبادت کی طرح ہے۔ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس ہنسی کے متعلق فرمایا کہ:

یا ابا ذر ضحکھم ومزاحھم تسبیح ونومھم صدقۃ

اے اباذر، ان کی ہنسی عبادت ہے، ان کا مزاح (دل لگی) تسبیح اور انکی نیند صدقہ ہے۔

ان کی ہنسی بڑا بھید ہے کہ جو لکھا نہیں جاسکتا۔ پھر بھی کہتا ہوں کہ جب حقیقت مجاز میں ظاہر ہو تو ہنسی آتی ہے ؎

حُسن خود از رُوئے خوباں آشکارا کردہٖ
پس بچشم عاشقاں اُو را تماشا کردہٖ

چہرہ میں حسینوں کے حسن اپنا دکھایا ہے
عشاق کی آنکھوں سے پھر اس کو سراہا ہے

اللہ ہی اللہ ہے، اس کے سوا کوئی نہیں۔ محض دیکھنے کے لئے خود کا حُسن خود اپنے حسن پر عاشق ہے۔ نہ کوئی عاشق ہے نہ کوئی معشوق، خود ہی خود اپنے لئے ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ثم قلت :

یارب ای توبة افضل عندك ؛ قال توبة المعصومین
ثم قلت یارب ای عصمة افضل عندك ؛ فقال
عصمة التائبین ۔

پھر میں نے پوچھا :

اے رب ، تیرے نزدیک کونسی توبہ افضل ہے ؟ جواب دیا کہ بیگناہ بندوں کی توبہ ۔ پھر میں نے پوچھا کہ کونسی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی بے گناہی ۔ اس کے معنی ظاہر ہیں کہ توبہ کرنیوالا سوائے اللہ کے ہر چیز سے لوٹ آتا ہے ۔ پلٹ آتا ہے ۔

قال :

یاغوث الاعظم لیس لصاحب العلم عندی
سبیل مع العلم الا بعد انکارہ لانہ ترك العلم عندہ
صار شیطانا

فرمایا :

اے غوث اعظم ، صاحب علم کے لئے میری طرف اس کے علم سے کوئی راستہ نہیں ہے ، مگر جب کہ وہ اس سے انکار کرے ۔ (یعنی اس علم کو بھول جائے) کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے

Marfat.com

Marfat.com

علم

فرمایا کہ اے بڑے فریادرس غوث ۔ سمجھ والے کے نزدیک اس کے لئے کچھ نہیں اور ظاہر بین علم والے کے لئے اس علم ظاہر سے میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں ہے جو کہ محض زُبان سے کہتا ہے مگر انکار یا اُس کے بھول جانے کے بعد ۔ جو کوئی یہ کہے کہ تو علم نہیں جانتا اس کو سیکھ لے تو کاش اس علم سے وہ اِتنا جان لے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ نہیں جانتا ۔ حقیقی معشوق سیپی میں ایک موتی ہے ۔ یہ سیپی دریائے وحدت میں ہے اور علم کو ساحل کا راستہ نہیں ملتا تو عالِم دریائے وحدت کی گہرائی میں کیونکر پہنچے سیپی کے نزدیک کون جائے اور حقیقت کا موتی اُن کے ہاتھ کیونکر لگے ۔

لانہ لوترک العلم عندہ صار شیطانا ۔

یعنی اس نادانی وجہالت سے علم لدُنّی حاصل ہوتا ہے ۔ پھر اگر اس علم کو چھوڑ دے یعنی جو علم لدُنّی حاصل ہوا ہے اس پر عمل نہ کرے تو مردُود بھٹکا راہوا شیطان ہو جائے ۔

جس طرح کہ مُوسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہر تھا اس علم نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا ۔ جب وہ اس کو بھول گئے اور حضرت خضر کی خدمت گذاری اختیار کی تو دیکھا کہ خضر علم لدُنّی پر عمل کرتے ہیں مُوسیٰؑ صبر نہ کر سکے ۔ جسطرح مشہور ہے کہ ہر تینوں موقعوں پر خضرؑ نے فرمایا کہ انک لن تستطیع معی صبرا ۔ "میرے ساتھ تم تحمل اور صبر نہیں کر سکتے ۔" آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ھذا فراق بینی وبینک ۔ "یہ لو ، تم میں اور مجھ میں جُدائی پیدا ہو گئی ۔

دوسرے معنیٰ : اس علم سے مُراد یہ ہے کہ عالِم وہ ہے جس پر حق مُتجلّی ہو ۔

بجہاں خرم ازانم کہ جہاں خرم ازوست
عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست ۔

Marfat.com

دُنیا سے یُوں خوش ہوں کہ دُنیا ہے خوش اس سے
عاشق ہوں سب عالم پہ کہ عالم ہے اسی سے

اس علم سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ عین الیقین سے حق الیقین کے درجہ میں نہ آجاؤ۔ العالمون محجوبون بعلمھم "عالم اپنے علم کے باعث حجاب میں ہیں"۔ کے معنی یہی ہیں۔ پھر اگر اس علم کو چھوڑ دو شیطان ہو جاؤ گے۔ یعنی فراق بھگتنا ہو گا اس جگہ مُرشدِ کامل کی ضرورت ہے اس علم کو اگر کوئی ملنے والا ہے تو وہ یا تو شاہد پرست ہو گا یا بُت پرست ہو گا، تاکہ خُدا پرست ہو جائے۔ کُفر کا زنار اسی جگہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان محض ہو جائے۔ مشہور بات ہے کہ جب تک دوزخ پر سے گذر نہ ہو بہشت تک نہ پہنچے اور جب بہشت پر سے نہ گذرے خُدا تک نہ پہنچے۔ عالم جب تک عاشق نہ ہو خُدا تک نہ پہنچ سکے، یعنی بغیر عشق کے کوئی خُدا تک نہیں پہنچتا۔

Marfat.com

قال الغوث الاعظم:

رایت الرب تعالی فسالت یارب مامعنی العشق

فقال:

عیش بی وق قلبک عن سوی۔

فرمایا:

غوث اعظم نے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور سوال کیا کہ اے رب، عشق کے کیا معنی ہیں؟ جواب عطا فرمایا کہ میرے ساتھ رہ، (زندگی گزار) اور اپنے دل کو میرے غیر سے بچا۔

Marfat.com

Marfat.com

عشق کے معنی

حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پروردگار کو دیکھا، وہ لوگوں کی سمجھ سے اونچا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ عشق کیا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں۔ فرمایا کہ اے غوث میرے ساتھ زندہ رہ اور اپنے دل کو بچائے رکھ میرے غیر سے۔ جانتے ہو میں کیا کہتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو وہ خود اپنے بندے پر عاشق ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ غوث پر ہوا تھا۔ غوث کو معشوقیت کا درجہ حاصل تھا یعنی غوث کو اپنا ہم رنگ اور اپنی ذات سے متصف کیا۔ پھر بندہ کو خود اپنے پر عاشق کرایا جس طرح کہ غوث پر اس سے قبل ایک حالت طاری تھی کہ اپنے عشق میں ان کو شیدا کیا۔ اور اس طرح مبتلا کیا کہ وہ سب کو بھول گئے۔ علم تمام جہل ہو گیا۔ غوث عشق صغیر کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ عشق کس حال میں ہے اور اس کے کیا معنی ہیں۔ جو میں تجھ سے مبتلا ہو گیا ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ تربیت دیتا اور سکھاتا ہے کہ "میرے سوا جی اور اپنا دل میرے سوا سے (یعنی غیر سے) دور رکھ" بشارت دیتا ہے کہ خود کو زندہ جانو۔ اللھم احیانک۔ (اے اللہ ہم کو بھی اپنے ساتھ زندہ رکھ) عشق کے یہ معنی ہیں۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اذاعرفت ظاهر العشق فعلیك بلقائك عن العشق لان العشق حجاب بین العاشق والمعشوق۔

فرمایا:

اے غوث اعظم، جب تم نے ظاہری عشق کو جان لیا تو تم پر لازم ہو گیا کہ بجائے عشق کے مجھ میں فنا ہو جاؤ. کیونکہ عشق تو عاشق و معشوق کے مابین حجاب ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

عاشق و معشوق میں عشق کا حجاب

اللہ رب العزت عز جل مجدہٗ حضرت سیدنا غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے فرمارہے ہیں کہ اے غوث، جب تم نے پہچان لیا اور دیکھ لیا میری ذات کو اپنے دل اور روح میں کہ وہ تجھ پر شیدا و عاشق ہے تو اس سے بڑھ کر تمہیں یہ چاہیے کہ میری ذات میں فنا ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ میری ذات کے پرتو کا عکس ہے۔ پرتو کا یہ عکس میرے اور تیرے درمیان پردہ ہے۔ اس پردے سے نکل پڑنے کی خدائے جل مجدہٗ غوث اعظم کو ہدایت فرمارہا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اذا اردت توبۃ فعلیک باخراج اللھم عن النفس ثم باخراج خطرات عن القلب تصل الی والا فانت من المستھزئین۔

فرمایا:

اے غوث اعظم جب تم نے توبہ کا ارادہ کر لیا تو تم پر لازم ہوگیا کہ نفس کے وسوسوں سے باہر نکل آؤ۔ پھر دل کے خطرات سے باہر نکل جاؤ۔ یہاں تک کہ مجھ سے مل جاؤ۔ وگرنہ تم تو دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

Marfat.com

غم و خطرات سے نکل کر توبہ

اَے غوث جب تم توبہ چاہتے ہو۔ یعنی پرتو کا جو عکس تم میں ہے اس کو مجھ سے رجُوع کرنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنی ذات کے اندیشہ اور وسوسہ سے نکل پڑو۔ جب تم عاشق ہو چکے اور عشق کو تم نے اپنے میں پوشیدہ رکھا۔ پھر اپنی ذات تکمیل تک پہنچایا، تو تمہیں چاہیے کہ میرے عشق میں مرجاؤ۔ تاکہ تمہارے لئے مَوت شہادت، اور تم شہید ہوجاؤ۔ مَیں تمہارا شاہد ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عشق وعف وکتم مات شہیدا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے عشق کیا اور پاکدامن رہا، پھر اس کو چھپایا تو گویا وہ شہید ہوا۔

دلی خطرات سے بھی باہر آجاؤ۔ یعنی اپنے نفس کو چھوڑ کر میری طرف آجاؤ۔ ورنہ تم محض باتیں بنانے والوں میں سے ہوجاؤ گے، پھر وہ کون ہے جو تمہارے پاس آئیں گے۔ ہاں ہاں "مخلصین تو بڑے خطرے میں ہوتے ہیں۔" والمخلصین علی خطر عظیم ؎

ازخویش بروں آی در دوست درای	تاگم نشوی گم شُدہ خویش نیابی
نکل کر آپ سے باہر سرایئے دوست میں کرجا	نہ جب تک خود کو تو کھوئے تو کھوئے کو تو کیا پائے

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اذا ارادت ان تدخل فی حرمی فلا تلتفت بالملک ولا بالملکوت ولا بالجبروت

فرمایا:

اے غوث اعظم، جب تم نے ارادہ کیا کہ میرے حرم میں داخل ہو جاؤ تو کوئی توجہ نہ کرو ملک کی طرف، نہ ملکوت کی جانب اور نہ جبروت کی طرف

Marfat.com

Marfat.com

خدائی حرم میں داخلہ

غوث اعظم سے اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں، وہ اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ اب وہ (خدا) غوث رض کو یقیناً مقام اعلیٰ علیین پر پہنچانا چاہتا ہے جو کہ خدا کا حرم ہے۔ اس لئے کہتا ہے کہ اے غوث جب تو میرے حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے تو صوفی ہو جا۔ الصوفی عرش اللہ تعالیٰ فی الارض۔ کیونکہ صوفی زمین پر خدا کا عرش ہے اور صوفی خدا کے دوست ہیں۔ اور اسی کے دامن تلے ہیں۔ بقول:

اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری

میرے دوست میری قبا تلے ہیں، ان کو بجز میرے اور کوئی نہیں جانتا۔

دوستوں کو سب سے پوشیدہ رکھتا ہے اور عشق کی وجہ سے اپنے پیراہن کے دامن کے نیچے رکھتا ہے جیسے کہ بعض صوفیوں کو رکھا تھا۔ بقول: صوفی حق کی گود میں بچوں کی طرح ہیں۔" اس مقام پر لانے کے لئے غوث کو نصیحت کرتا ہے کہ ملک، ملکوت اور جبروت سے محبت نہ کرو۔

لان الملک شیطان العالم والملکوت شیطان العارف والجبروت شیطان الواقف فمن رضی بواحد منھا فھو عندی من المطرودین۔

کیونکہ عالم کا شیطان ملک ہے اور ملکوت شیطان ہے عارف کا۔ اور جبروت شیطان ہے واقف کا۔ جس نے ان میں سے کسی سے رغبت و رضا کی تو وہ میرے نزدیک مردودوں میں سے ہے۔

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ یہیں سے معلوم ہو کہ سالک جب اس جگہ پہنچے تو محب ادہ

Marfat.com

(محنت و مشقت) کرتا رہے تاکہ اس کو دیدار (مشاہدہ) حاصل ہو۔

Marfat.com

قال لی:

یاغوث الاعظم المجاہدۃ بحر من بحار المشاھدۃ فعلیك باختیار المجاھدۃ لان المشاھدۃ بدون المجاھدۃ محال لان المجاھدۃ بذر المشاھدۃ یاغوث الاعظم من حرم عن المجاھدۃ فلا سبیل الی المشاھدۃ. یاغوث الاعظم من اختار المجاھدۃ بی لا لغیری فله مشاھدتی شاء او ابی. یاغوث الاعظم لا بد للطالبین من المجاھدۃ کما لا بد لھم منی۔

خدا نے مجھ سے فرمایا:

اے غوث اعظم۔ مجاہدہ، مشاہدہ کے سمندروں میں سے ایک سمندر ہے تمہیں چاہیے کہ مجاہدہ اختیار کرو۔ کیونکہ بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ ناممکن ہے مجاہدہ مشاہدہ کا تخم ہے۔ اے غوث اعظم جو مجاہدہ سے محروم رہے، اس کو مشاہدہ کا راستہ نہیں ملتا۔ اے غوث اعظم جو مجاہدہ اختیار کرے میرے لئے نہ کہ میرے غیر کے لئے تو اس کو میرا مشاہدہ یا دیدار ہو جاتا ہے۔ اس کو پسند کرے یا ناپسند کرے۔ اے غوث اعظم۔ طالبین کے لئے مجاہدہ ضروری اور ناگزیر ہے۔ جس طرح کہ ان کے لئے میں ناگزیر اور ضروری ہوں۔

Marfat.com

Marfat.com

مُجاہدہ و مشاہدہ

اس کے معنی ظاہر ہیں۔ مجاہدہ کی تعریف خود فرماتا ہے، مَیں کیا کہوں؟ مَیں جو کچھ کہتا ہوں مُجاہدہ اس سے بالاتر ہے کیونکہ مُجاہدہ کے بجز مشاہدہ نہیں اور مجاہدہ اولیاء اللہ کی خصُوصیت ہے جیسا کہ مشہُور ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم ان احب العباد الی اللہ العبد الذي کان له والد وولد وقلبه فارغ منهما لو مات له الوالد فلیس له الحزن بفوت الوالد ولو مات له الولد فلا یکون له هم الولد فاذا بلغ العبد هذه الدرجة فهو عندی بلا والد ولا ولد ولم یکن له کفوا احد۔ یاغوث الاعظم من لم یذق فناء الوالد بمحبتی وفناء المولود بمودتی لم یجد لذة الوحدانیة والفردانیة۔

فرمایا:

اے غوث اعظم اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا وہ بندہ ہے جس کے والد ہوں اور اولاد ہو۔ مگر وہ بندہ ان دونوں کی محبت سے (بے تعلق) فارغ ہو۔ پس اگر اس کا والد مر جائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد مر جائے تو اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو۔ جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو وہ میرے پاس بلا والد اور بلا اولاد کے ہو گا جس کا کوئی قرابت دار نہیں اے غوث جو شخص میری محبت میں والد کے فنا ہونے کا مزہ نہ چکھے اور میری مودت میں اولاد کی فنا کو محسوس نہ کرے تو اس کے لئے وحدانیت وفردانیت کی لذت نہیں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بہتر ہن محبّتِ الٰہی، والد و اولاد سے بے نیازی‘

والد سے مُراد صُورت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اور اولاد سے مراد صُورتِ معشُوق ہے۔ جب ان دونوں سے آگے بڑھ جاؤ گے تو خدائے عزّ وجل کی وحدانیّت وفردانیّت کی لذّت چکھو گے۔ اس وقت معلُوم ہوگا کہ کیا کرنا چاہیے۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الی فی محل فاخترقلبا حزنا فارغا عن سوای

(فی محل ای فی قلب او فی روح معناہ ظاھر)

فرمایا:

اے غوث اعظم، جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی محل یا مقام میں تو تم ایسا دل اختیار کرو جو دردمند ہو اور میرے غیر سے فارغ ہو۔

• اس کے معنی ظاہر ہیں۔ فی محل سے مراد دل یا روح ہیں، اپنے دل میں میرا درد پیدا کرو۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی (کیونکہ میں ان دلوں میں ہوں جو میرے لئے ٹوٹے ہیں)۔ تو بھی میرے لئے ہمیشہ محزون و بکار، رنج اور رونے میں مبتلا ہو جا۔

فقلت:

یارب ما علم العلم؟ قال یاغوث الاعظم علم العلم ھو الجھل عن العلم۔

میں نے پوچھا:

اے رب علم کا علم کیا ہے۔ فرمایا کہ اے غوثِ اعظم علم کا علم اس علم سے ناواقف ہو جانا ہے۔

Marfat.com

علم کا جاننا

میں نے پوچھا کہ اے میرے پروردگار اس علم کا علم کیا ہے۔ تو جواب فرمایا کہ اس علم سے نادانی ہے۔

العلم نقطة كثرتها في الجهل

علم ایک نقطہ ہے جس کی کثرت جہل میں ہے

اس لئے یہ علم کافی ہے کہ :

الله ولا سواه وكان الله ولم يكن معه شيء

وهو الآن كما كان فلا يكون مع الله غير الله ـ

بس اللہ ہی ہے اور اس کا کوئی غیر نہیں۔ اور اللہ ہی تھا اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی۔ وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔ (پس اللہ کے ساتھ غیر اللہ نہیں ہوگا) - اس علم کی کوئی انتہا نہیں۔ اس لئے نادان وجاہل ہوجا صرف اتنا جان کہ تو یہ جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ والسلام۔

Marfat.com

قال:

یاغوث الاعظم طوبیٰ لعبد مال قلبه الی المجاهدة وویل لعبد مال قلبه الی الشهوات ۔

فرمایا:

اے غوث اعظم . اس بندہ کے لئے خوشی ہے جس کا دل مجاہدہ کی طرف جھک گیا اور اس بندہ کے لئے ویل ہے اور افسوس ، جس کا دل شہوات کی طرف جھک گیا ۔

Marfat.com

مجاہدہ و شہوات سے رغبت

اے غوث خوش خبری ہو اس بندہ کو جس کا دل مجاہدات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجاہدہ، مشاہدہ ہے اور ویل یا دوزخ کی گہرائی اور فراق اس کے لیے ہے جس کا دل شہوات، خود پرستی اور ہوا پرستی کی طرف مائل ہوا۔ کیونکہ خود پرست صرف میلانِ دل کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ تمام اعضائے کے میلان کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ القلب رئیس الاعضاء۔ (دل تمام اعضاء کا رئیس ہے) یا بادشاہ ہے۔ تم نے نہیں سنا کہ:

ان فی جسد ابن ادم لمضغة اذا اصلحت صلح سائر
الجسد واذا فسدت فسد الجسم کلہ الا وهی القلب

ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ جو اگر درست ہو تو جسم کو درست رکھتا ہے۔ وہ اگر بگڑ جائے تو سارے جسم کو بگاڑ دیتا ہے۔ یہ وہی دل ہے۔

وہ دل جو رحمان کے دو انگلیوں کے بیچ میں ہوتا ہے وہ ذکر ہے جو عرش، بیت اللہ حرم خدا، آئینہ خدا کا مرتبہ رکھتا ہے۔ جانتے ہو مجاہدہ کرنے والے کے لیے مشاہدہ کا راتب مقرر ہے۔ اولیا کے علم و معلومات کا تجھے کچھ پتہ ہے جن کو تو مجنوں و دیوانہ کہتا ہے وہی مجنوں جو کہتا ہے کہ میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہے۔ منصور مغفور نے فرمایا ؎

وابن وجهك مغفورنا طوبى — فی باطن القلب ام فی باطن العين

تیری صورت کے سبب مغفور کو طوبیٰ ملے — دل کے باطن میں بھی ہوں اور آنکھ کے باطن میں بھی

ہمارے خواجہ شبلی ازلی محبوب نے فرمایا:

انا اقول وانا اسمع هل فی الدارين غيري۔

Marfat.com

میں ہی بولنے والا اور میں ہی سننے والا ہوں۔ کیا دونوں جہان میں میرا کوئی غیر ہے۔

سید طائفہ رئیس قوم نے روزہ کی انتہا پر فرمایا: لیس فی جبتی سوی اللہ۔ (میرے جُبّہ میں سوائے اللہ کے (اور کوئی) نہیں۔ حسن خرقانی بیابانی نے کہا ہے، انا اقل من ربی بسنتین۔ (میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں)۔ سید العرفاء، امام الاولیاء نے فرمایا کہ اگر پردے کھل جائیں تو بھی یقین میں زیادتی نہ ہو اور محمد رسول اللہ، محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خدا کے منظور ہیں، فرمایا من رانی فقد رای اللہ (جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا) اولاد رسول صلعم نے جعفر ثانی محمد حسینی مقبول کے بارے میں فرمایا کہ میری آنکھوں میں آئیں اور دیکھیں اور کہیں مجاہدہ کرنے سے جو مشاہدہ ہوتا ہے اُس کو حضرت عاشق سرفراز نے اپنے ہمراز دوست گیسو دراز سے کہا اگر وہ لکھوں تو کئی کتابیں ہوں گی۔ پھر بھی ایک بار میں نہیں رُکتا۔ اگر تو عشق حقیقی نہیں رکھتا تو عاشق مجازی ہی بن جا عشق کی یہی حقیقت ہے۔ اس کو مجازی پر کیوں محمول کرتے ہو اور کہانی لمبی کرتے ہو۔ اللہ کا جمال دیکھنے والے جو بتاتے ہیں اگر اس کو پڑھو تو معلوم ہو کہ نام کے سوا کچھ فرق نہیں ہے۔

محمد حسینی کو ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ماشاء اللہ ایسے لمبے چوڑے پانی میں ہوں کہ نہ معلوم کتنا وسیع ہے۔ اس کی گہرائی کمر سے زیادہ نہیں۔ ایک جماعت اس میں سے گذر رہی ہے۔ ان میں ایک میں بھی ہوں۔ ایک لڑکی پندرہ سال کی بھی جا رہی ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ ہم سب کمر تک برہنہ ہیں۔ اس لڑکی کا ایسا جمال ہے کہ اس کے پرتو کا عکس سے حور پیدا ہو جائے اور یہ حور خدائی (کے سوا اور کچھ نہ) دعویٰ کرے ؎

این جوہر قدسی زکجا آمدہ یارب | کاوصاف الٰہیت در وجلہ مرتب
اے خدا یہ جوہر قدسی کہاں سے آگیا | سارے اوصاف الٰہی جس میں پوشیدہ ہوئے
این معنی غیب است کہ گشت است مصور | یا روح حقیقی شدہ یا جسم مرکب

Marfat.com

عینبکے ان سب معانی کا معوز کون ہے   یا حقیقی روح وہ ہے یا مرکب جسم ہے

اس کے گالوں کا رنگ، اس کے قد کی اٹھان، بہترین حسن کی صورت ہے۔ ایک نوجوان لڑکے سے راز کے اشارے کر رہی ہے مجھ میں اور اس میں ایک فرسنگ برابر فیصلہ ہے۔ دم مجھے خود بلاتی ہے، جیسا کہ دولہا کو دلہن کے پاس نہایت عزت سے لے جاتے ہیں اسی طرح اس پانی میں ایک فرسنگ سے مجھے لے جا کر اسکے ساتھ ملا دیا گیا ہے

ازاں خوشتر وازاں بہتر چہ باشد   کہ ناگہ میرسد یارے بیارے

بھلا کیا بات ہے اور اس سے اچھی   کہ یار اپنے اُس یار سے مل گیا۔

ایک شخص عینبالغیب سے ظاہر ہوا اور مجھ پر کپڑا اس طرح ڈال دیا جیسے کوئی کسی کو لباس پہناتا ہے۔ اس حالت میں مَیں نے خود اسی جمال اسی حسن اسی لطف کے ساتھ بالکل اس لڑکی کو دیکھا کہ وہ میری عاشق ہے اور مَیں اس کا عاشق ہوں۔ اسی اثنا میں میرے اور اس لڑکی کے درمیان ایک بڑے مرتبہ والا عیسیٰ ظاہر ہوا۔ پکارنے لگا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا، مَیں بولا یہ عیسیٰ میرا لڑکا ہے۔ وہ بولی کہ میرا بیٹا ہے۔ عیسیٰ پکارا کرتا اور گڑ بڑ کرتا ہر دو سے بیزاری ظاہر کرتا اور کہتا کہ مَیں نہ اِس سے ہوں، نہ اُس سے ہوں۔ مَیں خود ہی سے ہوں اور خود بخود ہوں۔ اس لڑکی کے یہ کہنے کے بعد کہ عیسیٰ مجھ سے ہے، مَیں خود کو اس کا عین پاتا ہوں، وہ پانی جو مَیں نے سراسر (پانی) بتایا ہے وہ بھی مَیں ہوں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا کروں جو کوئی محمد حسینی کی اِتّباع میں چلے اس کو اسی طرح مشاہدہ اور دیدار ہو۔

بحرمت نبی و آلِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

حکایۃ عن اللہ تعالیٰ من طلبنی وجدنی ای طلبنی بالمجاھدۃ وجدنی بالمشاھدۃ۔

اللہ تعالیٰ سے حکایت ہے، جس نے مجھے ڈھونڈا، پایا یعنی

مجھے مجاہدات کے ذریعے طلب کیا تو میرے (مشاہدہ) دیدار کو پالیا۔

Marfat.com

رایت الرب تعالیٰ ثم سالت عن المعراج ۔

قال لی:

یاغوث الاعظم المعراج ما زاغ البصر وما طغیٰ۔

مَیں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے مُتعلّق پُوچھا۔

مجھ سے فرمایا:

اے غوث ، معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے ، نہ غلط دیکھے۔

Marfat.com

Marfat.com

معراج

فرمایا غوث پاکؒ نے کہ مَیں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے مُتعلّق اس سے پُوچھا اس نے مجھ سے فرمایا کہ اے غوث معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے، نہ غلط دیکھے۔ فرمایا غوث پاکؒ نے کہ مَیں نے پروردگار کو دیکھا جو سمجھ کی پہنچ سے بالا ہے۔ ہر روز کے معاملات میں۔ محمد حُسینی نے رب العالمین کو نہ جانا نہ پہچانا اور اپنی مُراد نہیں پائی تو دوسرے کون ہیں جن کو شمار کیا جائے۔ سنو، عاشق سرفراز نے اپنے ہمراز گیسو دراز جعفر ثانی محمد حُسینی سے علمِ لدُنی اور علمائے ربّانی کے مُتعلّق فرمایا کہ مَیں ایک روز بہار کے موسم میں بازار سے جا رہا تھا۔ ایک مست عورت کو دیکھا کہ بازار کے راستہ میں بیٹھی پان بیچ رہی تھی، چند بازی کار نوجوان اس عورت کے گرد تھے جو کہ گورے بدن والی خوش مزاج تیز اور شوخ غمزہ باز، عشوہ ساز، عشق نما، یار پرداز، شیوہ ناک اور چالاک تھی کہ جس کی ہنسی مُردوں کو زندہ کر دیتی اور اُس کا قہقہہ آزاد کو غلام بناتا۔ لوگ اس کے بعد پھر کسی سے رجوع نہ ہوتے۔ اس کے ہونٹ قاب قوسین کی حکایت کرتے ہیں اور اُس کی آنکھیں وھو یدرك الابصار کا پتہ دیتی ہیں۔ اس کے گالوں سے قُدسی اور سُبّوحی کے انوار چمکتے ہیں۔ اس کے پستان "ربُوبیّت" کی شان سے اُبھرنے کا پتہ دیتے تھے۔ اس کی پیشانی لاھوت کے بدر کا رمز بتاتی ہے اور وہ چند بازی کار نوجوان جو اس کے گرد اگرد شوخی کر رہے تھے۔ ہر ایک کہتا کہ مَیں ہی خواہش مند ہوں اور خواہش مند مَیں ہی ہوں۔ انا من اھوی ومن اھوی انا۔

وہ پان والی ہر ایک سے رنگ آمیزی کرتی اور ان کو جان دینے کے لئے تیّار کرتی تھی۔ اُس نے مجھے بُلایا اپنی طرف، مگر میں کیسے جاتا کہ مَیں تو مُرشد اور (لوگوں کو)

Marfat.com

خدا کی طرف بُلانے والا تھا۔ کچھ دیر ٹھہر کر سوچا اور کچھ دیر اس کی لطیف میٹھی آواز پر جس کی جانب تمام دل لوٹ جاتے ہیں۔ چند فارسی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے ؎

آنم کہ ہمہ جہاں بفرمانِ من است سلطان منم و عشقِ تو سلطانِ من است

مَیں وہ ہوں کہ دنیا ہے مرے تابعِ فرماں سلطاں ہوں پہ عشق تیرا ہے مرا سُلطاں

توجانِ منی ہمہ جہاں جانِ من است تو آن منی ہمہ جہاں آن من است

تو جان میری ہے تو جہاں بھی ہے میری جان تو آن میری ہے تو جہاں بھی ہے میری آن

لہٰذا اے دوست مشاہدہ کے لئے مجاہدہ کرنا چاہیئے تاکہ مُرشدِ کامل کے طفیل سے اس مقام پہ پہنچ جائے ورنہ تو کہاں اور یہ بات کہاں، پانی اور مٹی کہاں۔ یہ ربُّ العالمین والی بات کہاں

ثم سالت عن المعراج فقال یاغوث الاعظم المعراج هوالخروج عن كل شيئ سوای۔

پھر مَیں نے معراج کی بابت پُوچھا کہ معراج کیا ہے۔ فرمایا کہ معراج سوائے میرے ہر چیز سے نکل پڑنا ہے۔

میرے ساتھ معراج یہ ہے کہ تم میرے ہر جلالی جمالی پہ تو سے باہر نکل کر میری طرف آجاؤ تو اس مقام پہ پہنچ جاؤ گے۔ واللہ یدعوا الی دار السلام (اللہ دار السلام کی طرف بُلاتا ہے)۔ خُدائے عز وجل اولیاء کو اپنی ذات کی طرف بُلاتا ہے۔ جس کی صفت "سلام" ہے اور "سلام" تو اللہ ہی ہے۔ تم نہیں جانتے (خدا نے) السلام علیك ایها النبی (فرمایا کہ اے نبی تم پر سلام ہو)۔ یعنی میری ذات مشتاق ہے تمہارے لئے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کیونکہ تم میرے نوُر کے نوُر ہو اور میرے بھید کے بھید ہو۔ انت نور نوری وسر سری۔

Marfat.com

ثم قال لی:

یا غوث الاعظم لا صلوٰۃ لمن لا معراج عندی
یا غوث الاعظم المحروم عن الصلوۃ
ھو المحروم عن المعراج عندی ۔

پھر خدا نے مجھ سے فرمایا:

اے غوث اعظم اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جس کی میرے پاس معراج نہ ہوتی ہو۔ اے غوث اعظم جو نماز سے محروم ہے وہ میرے معراج سے محروم ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

نماز میں معراج

اے غوث کسی کو میرا وصال نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کو میرے پاس معراج نہ ہو۔

اے غوث جو میرے وصال سے محروم ہے یعنی پنجوقتہ نماز سے محروم ہے وہ میرے معراج سے محروم ہے۔ تمام اولیاء اللہ کو معراج یقینی اور حق ہے۔ معراج اس کے غیر سے الگ ہونے کو کہتے ہیں اور صلوٰۃ و نماز حق تعالیٰ سے ملنے کو کہتے ہیں اس حد تک کہ وہ (کسی اور کو) نہ جانے مگر خدا کو جو (غیر خدا کو) الگ نہیں کرتا وہ (خدا سے) نہیں ملتا۔ وصلِ حقیقی کے لئے عشقِ مجازی چاہیئے تاکہ ایسا وصل حاصل ہو جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ مجاز حقیقت کا زینہ ہے ۔

معشوق بعاشق نہ اگر غمزہ نمودے — واللہ کسے عاشق خود رنگ نبودے

عاشق کو نہ معشوق اگر غمزہ بتائے — واللہ کسی رنگ پہ عاشق نہ کوئی ہو

گر عشق نبودے بخدا کس نہ رسیدے — پس ذوق محبت بجہاں کس نہ چشیدے

گر عشق نہ ہو جائے نہ کوئی بھی خدا تک — اور ذائقہ حب نہ کبھی کوئی چکھا ہو

ہر کہ عاشق شود بوصل رسد — تاچہ سراست درمیانہ عشق

جو بھی عاشق ہو وہ پائے وصل کو

عشق کے اندر عجب کچھ بھید ہے

Marfat.com

مطبوعات

الکتاب

○

رسائل شیخ یعقوب چرخی

رحمۃ اللہ علیہ

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

رسالہ جمالیہ　　رسالہ نائیہ

Marfat.com

غوث صمدانی محبوب سبحانی

سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

کبریتِ احمر

ترجمہ و شرح

مولینا عبد المالک علیہ الرحمۃ

سر الاسرار

تحفہ مرسلہ

Marfat.com

سالکان تصوف کے لیے مشعل راہ

مکتوبات قدوسی

شیخ عبدالقدوس گنگوہی

مترجمہ

کپتان واحد بخش سیال چشتی

○

تذکرہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہِ مبارک کی ایک جھلک

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

Marfat.com

Marfat.com